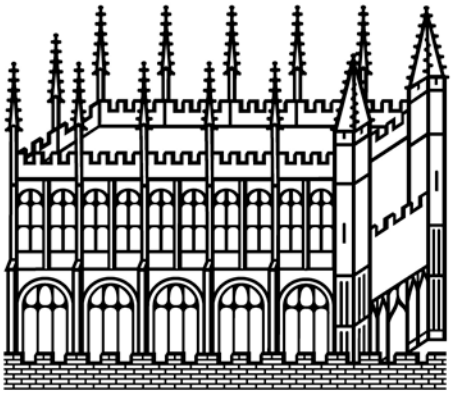

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





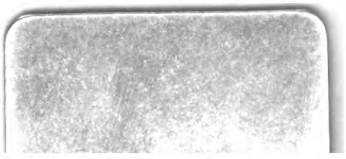

16.B.57.

16B57



INDIAN INSTITUTE

باعث افلاس تو نہین ہو سکتا مگر حفاظت اس امر کی ہو جاتی ہے کہ اندھیری مین کوئی چیز گھر کی کوڑے مین شریک کر کے نہ پھینکی جاوے۔

توری چھپلا کا بولنا

توری چھپلا نام گرگٹ کا ہے کیونکہ آواز اوسکی مشابہ توریونکے چھیلنے کی ہے کہتے ہین کہ جب یہ جانور بولتا ہے یا درخت پر چڑھ کر بولتا ہے تو مینہ نہین برستا یہ بات نہایت غلط ہے کیونکہ اسکے بولنے کا ہنگام کنوار کا مہینا ہے اور اوسوقت مین سب جانتے ہین کہ بارش رخصت ہو جاتی ہے پس مینہ کا نہ برسنا اوسکی بولی پر منحصر نہین اکثر بار یہ بولا ہے اور بعد اوسکے بارش ہوئی ہے چنانچہ تاریخ چودھوین ماہ ستمبر ۱۸۷۳ عیسوی مین ایک پٹواری صاحب نے بیان کیا کہ مینہ رخصت ہوا کیونکہ توری چھپلا کو ابھی کئی آدمیون نے بولتے سنا ہے بندہ نے عرض کیا کہ بادل تو ہو رہا ہے آیندہ قدرت الٰہی ہے بعد عرصہ تین پہر کے بتاریخ پندرھوین وقت صبح پہر بھر رات سے خوب بارش ہوئی جسکی ہوتی ہے فقط

تمت



تو اونھون نے وہ چاند اوسکو دیدیا اسواسطے اوس روز کا چاند نا مبارک ہی۔
ای بینندگان کتاب خیال کرو کہ یہ سخن کتنا بے اصل اور بے حقیقت ہے کہ
چاند کو کہ ایک کرہ کہ جسکا قطر دو ہزار ایک سو اسّی میل دراز ہے زیور پیشانی
ایک طفل کا مقرر کرنا کسقدر بعید از عقل ہے دوسرے دوری اوسکی اپنے مالک
اصل سے موجد بھتان کیونکر ہوسکتی ہے۔

چارپائی کی ادواین

مشہور ہے کہ جو کوئی شخص شام کو چارپائی کی ادواین کستا ہے وہ مقروض
ہوجاتا ہے یہ بات ہرگز خیال مین نہین آتی کہ سچ ہو کہ اسکا امتحان ہمیشہ کرتی رہی ہین
اور عقلی دلیل تو کچھ بھی رہبری نہین کرتی کہ اس مقام مین لکھی جاے۔

چراغ کی جلی ہوئی بتی

بہت ہندوستانیون کو اعتقاد ہے کہ چراغ مین شب گذشتہ کی کچھ بتی جلی ہوئی
باقی رہ جائے تو دوسرے روز اوسکو جلانا موجب فلاکت و مفلسی کا ہوتا ہے
یہ گمان تو سراسر برخلاف عقل ہے شاید نہ جلانا اوسکا اسواسطے مقرر کیا ہو کہ
بروقت مشغولی کسی کار کے وہ بتی سوختہ جلد تمام ہوجاویگی اور پھر کام چھوڑکر
جلانی پڑے گی اور درمیان کام سے بٹ جائے گا اسواسطے تجویز پہلے ہی
پختہ کرکے کام کرنا چاہیے۔

جھاڑو شام کو دینا

یقین اہل ہند ہے کہ بعد غروب آفتاب کے جھاڑ لگانے سے افلاس آتا ہی
اور جب دلیل پوچھی جاتی ہے تو کچھ بیان نہین کرتے اتنا سمجھ مین آتا ہے کہ یہ

وہ ہرگز پیشین گو نہین ہو سکتا اوسکی حرکات کو خیال کرنا اور اوس سے نیک و بد کا نتیجہ نکالنا محض لغویات سے ہے۔

ہچکی کا آنا

جب کسی کو ہچکی آنے لگتی ہے تو اوسکو کہتے ہین کہ تجھکو کوئی یاد کرتا ہے اور اور اکثر یہ ہی اعتقاد رکھتے ہین کہ جب کوئی یاد کرتا ہے ہچکیان آنے لگتی ہین ایعزیز یہ بات نہایت غلط ہے حال کسی کا بدون تحریر یا تقریر کے نہین معلوم ہو سکتا اگر یہ تصور کرین کہ مریض کو کسیطرف متوجہ کر دینا علاج ہی تو درست ہو سکتا ہی ورنہ نہین۔

چراغ سی گل جھڑنا

جب چراغ کی بتی زیادہ جل جاتی ہے یا روغن کنارے پر بتی کے زیادہ آجاتا ہے تو جلتا ہوا نیچے گر جاتا ہے اس حالت کو مقدمہ ترقی اقبال اور دولت کا جانتے ہین اور یہ بھی خیال کرتے ہین کہ کوئی یاد کر رہا ہے چراغ اوسکی خبر دیتا ہے یہ امر بھی موافق تحریر بالا کے غلط ہے یعنے چراغ کسیطرح خبر دہندہ نہین ہو سکتا۔

پتھر اچوتھ

ماہ بھادون کے اخیر چوتھ کے چاند کے دیکھنے کو نامبارک جانتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ ہمپر کوئی بہتان لگے گا اور قصہ اسکا اسطرح مشہور ہے کہ کہتے ہین کہ چاند ہمیشہ مہادیو جی کی پیشانی پر طلوع کیا کرتا ہے مگر چوتھ کے روز یہ اتفاق ہوا تھا کہ اونکا بیٹا واسطے کھیلنے چوک چکنی کے چٹ سال مین جاتا تھا لیکن اوسکے پاس کچھ زیور نتھا جب اوسنے اپنے والد سے زیور مانگا

دختر کشی

قوم جاٹ خدا جانے کس سبب سے دختر کشی جائز رکھکر ہزارون ناکردہ گناہون کو مار ڈالتی ہے مشہور سبب یہ ہے کہ وہ جاہل کہتے ہین کہ لڑکی بیاہ کر سسر اکھلاتا ہے اور سسر اکسی کا کھلانا بہت بُری گالی ہے اگر دختر نہو گی تو سسر اکھلاوینگے یہ فہمید اونکی نہایت خراب ہے سسر اکھلانا اگر موجب رسوائی ہوتا تو راجہ جنک وراجہ دروپد رانی سیتا و دروپدی کو کیون زندہ رکھکر رام چندر اور پانڈن سے بیاہتے اور اسیطرح اور راجہ ہاے ماضی و حال۔

مگر الحمد للہ کہ اب انتظام اس امر کا بدرجۂ غایت پہونچا خصوصاً اس ضلع بجنور مین یہ سنا جاتا ہے کہ جس گانون مین جاٹون کی ایک لڑکی نہ تھی اب بیسیون ہین یقین ہے کہ یہ رواج تمام ہندستان سے مانند رواج ستی ہونے کی نیست و نابود جلد ہو جاے گا۔

کان پھڑپھڑانا کتّے کا

جب کوئی آدمی کسی کام کے واسطے کہین جانیکا ارادہ کرتا ہے اگر اوسیوقت کتّا اپنے کان پھڑپھڑاوے یعنے ہلاوے تو لوگ خیال کرتے ہین کہ ہمارا کام نہ بنے گا اور اوسوقت نہین جاتے اور اوس ساعت کو ٹال کر جاتے ہین بلکہ یہانتک مشہور کرتے ہین کہ صاحبان عالیشان اس بات کے قائل ہین اسیواسطے اپنے کتون کے کان کاٹ ڈالتے ہین اور جب اونکو جواب مین کہا جاتا ہے کہ کتّی کی پونچھ اور گھوڑے کی دُم کیون کاٹتے ہین تو کچھ جواب نہین دیتے اور خاموش ہو رہتے ہین ای عزیز و کتّا ایک قسم کا جانور ہے وہ ہرگز کسی علم و ہنر سے واقف نہین

وانعام پاتے ہین۔

جواب سخن پنجم کہ مکتب ہمارے دروازے پر قدیم رہا ہے بھلا کیونکر مکتب اوٹھاکر بدنامی اختیار کرین وہ یہ ہے کہ مکتب جب دروازے پر رکھتے تھے کثرت ٹھگون اور لڑکے پھسلانے والون اور زیور اوتارنے والون کی تھی اور مدارس سرکاری نہ تھے اور مدرس لئیق نہ ملتے تھے اب ٹھگون وغیرہ کا تو عدل و انتظام سرکار نے نام ونشان نابود کردیا اب جتنے مدرس لئیق تھے اونھون نے ریاضی اور علوم مروجۂ سرکار مین مہارت پیدا کرکے گانون بگانون قصبہ بقصبہ بہ تنخواہ بیش قرار نوکری سرکار حاصل کرلی۔

یہانتک مدرس لئیق ملازم سرکار ہوگئے کہ اونکا توڑا پڑگیا تو سرکار نے مدارس دستور التعلیم مقرر کرکے مدرس پڑھائے اور پڑھاتی ہے اب مدرس ہی نہین رہے جو ہین سو ملازم سرکار ہین اور باقی رد کیے ہوئے ہین اونکو کچھ تمیز ہی نہین۔

ایک مکتب مین بروز اتوار بندہ گیا وہان مدرس دیسی گلستان کا یہ مصرع ؎

کہ وقت دفع تو باشد مجال دشمن تنگ * پڑھا رہا تھا مجھکو وہان موجود دیکھکر واسطے جتانے اپنی علمیت کے لڑکے سے کہا کہ تو قاعدہ نہین جانتا بے اضافت مصرع پڑہ رہا ہے قاعدۂ اضافت یہ ہے کہ جہان دائرہ دار حرف ہو اضافت پڑھا کر بس بیچارے نے لفظ وقت کے آخر تو کسرہ ظاہر نکیا مگر لفظ مجال دشمن کے آخر پڑھا پھر ایک اتوار کو اور کسی مکتب دیسی مین گیا وہان کا معلم اس فقرۂ دستور الصبیان مین کہ مشتریان بر در بائع حلقہ زدہ اند لفظ بائع مین ہمزۂ مکسور کو لام اور عین مہملہ کو معجمہ پڑھایا۔

یہ خیال نکیا کہ عملداری اہل اسلام جاتی رہے گی تو فارسی کس کام آئیگی ہندی ہی پڑھا کرین۔

سمجھو کہ عمر کا کچھ بھروسا نہین ہے چنانچہ کہا ہے شعر کیا بھروسا ہی زندگانی کا * آدمی بلبلا ہے پانی کا * ایسی بے بقا چیز کا تو کچھ خیال نہین کرتے اور بڑی بڑی اور عالیشان عمارتین جنکے پندرہ سولھ بلکہ زیادہ برس تک تعمیر رہی ہے اور کسب علوم و پیشہ جو مدت مین آتے ہین اور بیاہ وشادی وغیرہ مین مصروفیت رہتے ہین اور ایسی پایندہ عملداری کو جسکا کوئی مخالف اوس سے زبردست نہین سنا جاتا اور ہر ایک کار ادنی یا اعلی بدون مشورے صدہا حکیمون اور دانشورون کے نہین ہوتا اپنے گمان باطل مین ناپائدار سمجھکر فوائد علمی اور توقیر و عزت علاوہ ان سے باز رہتے ہین۔

جواب سخن چہارم کہ مدارس مین ہجوم اطفال رہتا ہے وہان خبرداری لڑکے کی کم ہوتی ہے سب کھیلا کرتے ہین اور مدرس کو فرصت اوسکی پڑھانیکی کب ہوتی ہی۔ خود ظاہر ہے کہ جن مدارس مین کثرت اطفال ہے وہان مدرس اور نائب اور مانیٹر وغیرہ بھی بکثرت ہوتے ہین اور دفعہ بندی کے سبب ایک سبق مین دس بیس سبق ہوجاتے ہین اور مدرسون اور نائبون کو خوف دورہ ماہواری سب ڈپٹی انسپکٹر ڈپٹی انسپکٹر و دورہ ششماہی و سالیانہ صاحب انسپکٹر بہادر اسقدر رہتا ہے کہ تمام روز بلکہ کوئی جز و شب کا بھی تعلیم مین بسر کرتے ہین اگر ذرا بیخبر مدرسے سے رہین تو جرمانہ و معطلی سر پر موجود ہے اور سبب لذت زیادتی تنخواہ اور کہین کی نوکری بھی اونسے نہین ہوسکتی ناچار محنت کرتے ہین اور اپنا کام دکھاکر ضمانہ وعہدے

عہدہاے کلان پاتے جبکہ اکبر بادشاہ نے فارسی رائج کی تو دانشورون نے
ہندی چھوڑکر فارسی پڑھنا اختیار کرکے عہدہاے شائستہ وخدمات بائستہ
میسر کین اب سمجھ لیجیے کہ فارسی پڑھنا آبائی نرہا بلکہ رواج وقت ٹھہرا۔
اب دانشورون کو مناسب ہے کہ یہ سمجھکر کہ فارسی پڑھنا آبائی نہ تھا بلکہ اقتضاے
وقت تھا حسب مرضی حکام جو سرکار تعلیم فرماوے بدل اختیار کرین کہ مستوجب
عہدہ ہاے جلیل القدر ہون اور یہ تحریر اس خاکسار کی ایک نصیحت غمخوارانہ اپنے
اور اپنی اولاد کے حق مین تصور کرین اور یہ بھی معلوم کرلین کہ فارسی سرکاری
مدارس مین بہت پڑھائی جاتی ہے لیکن تا ترتیب ایسا اندھیر نہین ہے کہ کم
سمجھ لڑکون کو گلستان و بوستان و زلیخا وغیرہ مشکل کتابین شروع کراوین
کہ اسمین محنت معلم و متعلم رائگان جاتی ہے۔
کتابین فارسی جو مکاتب سرکاری مین انھین مروج کتابون مین سے مفید کتابین
تجویز کرلین ہین اور ناقص مضمون کے قصہ وکہانیون کی کتابین منسوخ کردی ہین
غرض کہ مطلع ہوجائین کہ فارسی بھی مدارس سرکاری مین بہت جاری ہے۔
جواب سخن سوم کہ جغرافیہ تاریخ کی قدر عہد سرکار تک ہے پھر اسکو کون پوچھیگا
یہ خیال اونکا محض کوتہ اندیشی وتنگ حوصلگی ہے ایسا خیال اگر کیا جاے تو سب
کاروبار جہان کا بند ہوجائے مثلاً یہ خیال کرلین کہ شاید خاوند مرجاے تو لڑکی
رانڈ رہ جائیگی اسکی شادی کیا ضرور ہے اور لڑکا شاید سپتلا مین نہ جیے
اسکی پرورش فضول ہے۔
سواے اسکے اونکے بزرگون کی راے کے برخلاف ہے کیونکہ بزرگون نے تو

اور علم اقلیدس سے راستی طبع اور فریب مین نہ آنا حاصل ہوتا ہے مثلاً کسی کیمیاگر یا جادوگر نے کلام شروع کیا تو وہ اوسکو بدون دلیل و اثبات کے جیسا کہ اشکال ہندسیہ مین ہوتا ہے ہرگز قبول نکریگا الحاصل فوائد کتب مروجہ سرکار زیادہ از حد اظہار ہین آدمیون کو چاہیے کہ طرف ان کتابون کے میل کرین کہ علاوہ عمدہ نوکریون کے سیکڑون طرح کے فائدے اور بزرگیان انسے حاصل ہین بہار دانش اور غنیمت کی مثنوی اور زلیخا وغیرہ مین یہ فائدے کب ہین بلکہ وہ خود مہیج قوت شہوانی ہین سرکار کے سب کام بہتر کارہاے سابق سے علانیہ ہین مثلاً ریل گاڑی دیسی چھکڑون سے اور تار برقی دیسی قاصدون سے اور چھاپے خانے کاتبون سے اور کشتی دخانی اور اور اقسام کے جہاز کشتی ہاے گنگا و جمنا سے اور پارچہ ولایتی پارچہاے ہند سے اور دیاسلائی یہان کی دیاسلائی سے کہ محتاج آتش ہے غرضکہ جب ہزارون چیزین مروجہ سرکار عالم کے مروج اشیا سے بدرجہا افضل و بہتر ہین علوم مروجہ سرکار کیون بہتر نہین۔

مخلوقات کو چاہیے کہ شاکر اور احسان مند گورنمنٹ و لفٹنٹ گورنر بہادر و جناب وائر کٹر صاحب بہادر جو اچھی اچھی کتابین بانعام ہزارون روپیہ تصنیف کراتے ہین رہے۔

جواب سخن دوم اور یہ کہنا اونکا کہ فارسی ہمارا علم آبائی ہے اوسکو ہم کیونکر چھوڑ دین یہ ہے کہ فارسی پڑہنا اون اشخاص کا آبائی نہین ہے یاد کرلین کہ پہلے راجاؤن کے وقت مین متصدیان دفاتر ہندی لکھتے پڑھتے تھے چنانچہ ابتک رجواڑون مین ہندی دفاتر کا رواج ہے اور اوسی ہندی تحصیل کرنے سے

تجربہ پیدا کر لیتا ہے ورنہ اور کچھ چیز اوسمین بسبب درازی عمر کے نہین بڑہ جاتی۔
پس جو لڑکے تجربۂ گذشتگان سے بوسیلۂ تاریخ بے درازی عمر کے اور کیفیت
دیار و امصار سے بسبب خواندگی جغرافیہ کے واقف ہو جاتے ہین گویا کہ سب
عمرون سے بڑی عمر کے اور واجب التعظیم ہو جاتے ہین۔
اگر غور کیجیے تو تاریخ کے برابر کوئی علم نہین کہ فائدہ اسمین درازی عمر کا ہے اور عمر
ایک آن کی بعوض ہزارون مال و منال و ملک و اقلیم کے ہاتھ نہین آتی چنانچہ کہا ہے نظم

سکندر کہ بر عالمے دست داشت	دران دم کہ بگذاشت عالم گذاشت
میسر نبودش کزو عالمے	ستانند و مہلت دہندش دمے

اور علم جغرافیہ و نقشہ بھی ایسا ہی ہے کہ بدون مشقت سفر و صرف زر و خرچ عمر
سیر ہزارون ملکون کی گھر بیٹھے کرا دیتا ہے۔
مگر گنوار دہقانی اور قصباتی و دیگر بعض ملازمان کہ تمام عمر کتب مفیدۂ قدیم و جدید کا
ملاحظہ نہین کرتے تاریخ و جغرافیہ و تحریر و قواعد کو کیونکر حقیر نجانین۔
واضح ہو کہ علت غائی تاریخ کی علاج امراض نفسانی ہے مثل حسد و افراط طمع و خوف
مرگ و وعدہ خلافی وغیرہ مثلاً کسی شخص کو مرض حسد پیدا ہوا کہ مین مثل تحصیلدار ہو جاؤن
اور یہ تحصیلدار نرہے اور ایسے خیال خام مین شب و روز متفکر و اداس رہنے لگا
جب وہ حال دارا و سکندر و پرتھی راج وغیرہ کا سنے گا فوراً تسکین خاطر اوسکو ہو جائیگی
کہ دولت دنیا قریب الزوال ہے ایسے ایسے صاحب تاج و تخت غارت ہو گئے
میرے ساتھ یہ دولت کیا وفاداری کریگی اسکے فکر حصول مین رہنا عبث رنج
اوٹھانا ہے اسی قیاس اور بیماریان نفسانی سمجھ لو۔

اول یہ کہ مدارس سرکار مین جغرافیہ تاریخ پڑھاتے ہین یہ اُردو ہے ہمارے لڑکے جب فارسی مین طاق ہوجاوینگے تو اُردو کی کیا حقیقت ہے اوسے آپ پڑہ لین گے اگر فارسی مدرسون مین پڑھائی جاتی تو ہم البتہ مدرسہ مین لڑکے کو بھیجتے۔

دوم یہ کہ فارسی علم ہمارا آبائی ہے اور قدیم سے ہے اوسکو کیونکر نہ پڑہین۔

سوم یہ کہ تاریخ جغرافیہ کی پرسش عہد سرکاری تک ہے پھر اسکو کون پوچھے گا۔

چہارم یہ کہ مدارس مین ہجوم اطفال رہتا ہے وہان خبرداری لڑکے کی بہت کم ہوتی ہے سب کھیلا کرتے ہین اور مدرس کو فرصت اوسکے پڑھانے کی کب ہوتی ہے۔

پنجم یہ کہ مکتب ہمارے دروازے پر قدیم سے رہا ہے بھلا کیونکر مکتب اوٹھاکر بدنامی اختیار کرین۔

جواب سخن اول کا یہ ہے کہ بیچارون نے کتب مروجہ مثل تحریر اقلیدس و جبر و مقابلہ و قواعد فارسی و قواعد اُردو و منتخبات فارسی وغیرہ دیکھی ہی نہین کہ کیسی ہین اور اونکے فائدے اور کافی ہونے سے آگاہ نہین کہین تاریخ و جغرافیہ کا نام سن لیا ہے اور خود ناآشنا مذاق تاریخ سے ہین اور اوسکی علت غائی سے واقف نہین اسلیے اسکو حقیر جانتے ہین۔

سمجھین کہ تاریخ بمعنی پدید کردن زمان ظہور چیزے ہے اور اوس سے نتیجہ ظلم و عدل اور سخاوت و شجاعت اور ہوشیاری و غفلت وغیرہ رویہ گذشتگان کا معلوم ہوجاتا ہے اور طفل اون باتون کو سیکھکر دانشور بن جاتا ہے۔

آدمی کی بزرگی بسبب تجربہ و واقفیت حال نیکی و بدی کے ہے اسی باعث سے بڑے عمر کے آدمی کی تعظیم کیا کرتے ہین کیونکہ وہ بسبب درازی عمر کے صدہا باتون کا

کسی کار پر نوکر نہین ہوتا آخر کار جب وقت تحصیل علم گذر جاتا ہے اور ضرورت نوکری کی پڑتی ہے تو آخر کار پشیمانی اوٹھاکر مدرسون مین داخل ہوکر کچھ مساحت وحساب سیکھکر ارادہ نوکری کا کرتا ہے لیکن وقت تو گذر ہی گیا اور ضرورت روزگار اشد کامل ہونا اوسکا ممکن نہین رہتا اس سبب سے قابل نوکری نہین ہوتا اور اگر کچھ تمیز آگئی تو عہدۂ کلان پر نہین پہونچتا بڑی دوڑ اوسکی پٹوارگری یا نائبی مدرسۂ تحصیلی یا مدرسی حلقہ بندی وغیرہ تک کہ تنخواہ وہان سات آٹھہ روپیہ سے زیادہ نہین ہوتی ہے اور اگر وہ مدرسے مین حساب وغیرہ کچھ نہین سیکھ لیتا تو کسی گانون قصبہ مین یا کسی بنیے بقال یا کسی اہلکار کچہری کے اطفال کو کہ جنکے بزرگ خود بی بہرہ علوم مروجۂ سرکار سے ہین اور فقط حرف شناس کو ہی فاضل جانتے اور سوائے گلستان وبوستان وبہار دانش وزلیخا کے کتب علوم سے بالکل ناواقف ہین ایک دو روپیہ ماہواری کا نوکر ہوجاتا ہے اور چونکہ وہ بیچارہ خود تو کچھ جانتا ہی نہین بعد پانچ چھہ مہینے کے وہان سے موقوف ہوجاتا ہے اور کوئی اور ایسا ہی معلم وہان تعلق پذیر ہوتا ہے غرضکہ اسی ردّوبدل مین لڑکے جوان ہوجاتے ہین اور علم وہنر سے محروم رہتے ہین۔

اور اگر انمین کچھ حرف شناس ہوجاتا ہے تو مددگاری تھانہ وتحصیل یا کہین اسیطرح کا اور روزگار پانچ چار روپیہ مہینے کا ڈہونڈہ لیتا ہے نوکری اور سیری اور سب اور سیری وڈاکٹری اور مثل انکے اور علاقے کلان اوسکو کب مل سکتے ہین۔

اگر اونسے پوچھا جاتا ہے کہ تم اپنی اولاد کو کیون خراب کرتے ہو تو آپ تو وہ علم سے ناواقف ہین باتین لایعنی کرنے لگتے ہین۔

جواب پنجسم امر کا یہ ہے کہ اگر آج جستجو کیجاے تو ہزارون عورتین ہندی فارسی اُردو پڑھی ہوئین اہل اسلام و ہنود کے خاندانون مین موجود ہین اور حالانکہ وہ برادری مین سب سے زیادہ ممتاز ہین۔ الحاصل پڑہنا لڑکیون کا بنظر مضمون جواب دوم بہت ضرور ہے اور سواے اسکے دیکھو کہ جب دعلم اور عورت جاہل ہوئی تو مجتمع ہونا دو رنگون مخالف کا سمجھو مثلاً سیاہ و سفید اور یہ دونون آمیختہ ہو کر اپنی اصلیت پر رہتے یعنے سیاہ کی سیاہی اور سفید کی سفیدی برحال خود نہین اس صورت مین بسبب صحبت جاہل عورت کے مرد خود اور اوسکا علم بگڑ جاتا ہے بلکہ عقلا نے تو یہ کہا ہے بیت

ز جاہل گریزندہ چون تیر باش	نیامیختہ چون شکر شیر باش

دیسی مکتب

باوجود اسقدر مشاہدہ ظاہر کے کہ ہزارون طالب علم مدارس کے امتحان رُڑکی کالج و میڈیکل کالج اور دیگر اور مدارس دستور التعلیم اور سکول ہاے انگریزی مین تحصیل علم کرکے سیکڑون روپیہ کی تنخواہ سے دس پندرہ روپیہ کی تنخواہ تک بقدر سعی و کوشش اپنی کے ملازم ہوگئے اور ہوتے چلے جاتے ہین افسوس آتا ہے عقل ارباب امصار و دیار خصوصاً دانش اہالیان سرکار پر کہ اپنی اولاد کی عمر دیسی مکاتب مین ضائع کراتے ہین اور نہین خیال کرتے کہ دیسی کتب کا پڑھا ہوا برائے نام خواندہ ہوتا ہے یعنے صرف جاننے فارسیون الفاظ ہندی کے اور کسی علم سے مثل پیمایش۔ حساب۔ ہندسہ ہیئت۔ جر ثقیل۔ طبعی۔ اخلاق تاریخ۔ جغرافیہ۔ قانون وغیرہ کی کچھ واقفیت اوسکو حاصل نہین ہوتی ہی بات ہے

اور گورنمنٹ دینے اور صدقہ پر یون کا چوراہے مین رکھنے اور جاہل آدمی سے علاج کرانے سے محترز رہین گی۔

جواب تیسری بات کا یہ ہے کہ حصول علم سے بسبب اطلاع نیکی و بدی کے چال چلن درست ہو جاتا ہے اور بباعث کامل ہو جانے عقل کے کارہاے بد سے خود احتراز ایک امر طبعی ہو جاتا ہے اور یہ امر ہرگز ممکن نہین ہے کہ وقت آمد و رفت مدرسہ کوئی شخص اونکی طرف بھر نگاہ دیکھے انتظام سرکار و تجویز جناب کیمس صاحب بہادر ڈائرکٹر ایسی ہے کہ مدرسۂ دختران اون محلون مین جہان دختران ہین مقرر ہوے ہین اور معلمہ معلم بحسب رائے اہل محکمہ تجویز کی گئی ہین وہان ہرگز گمان موجودگی بد آدمی کا نہین اور سوائے اسکے رعب سرکار ایسا ہے کہ بدمعاشون کا زہرہ آب ہوتا ہے انسان کو لڑکون کے چھیڑنے کا تو موقع انتظام سرکار کھا ہی نہین لڑکیون کی طرف تو کون دیکھ سکتا ہے۔

جواب امر چہارم کا یہ ہے کہ جن اشخاص مین پردے کا رواج ہے اونکی لڑکیان پردے مین امتحان دیتی ہین اور جس اہلکار نے ارادہ نکاح کسی دختر سے کیا ہوگا تو انھین جماعت کی لڑکیون سے ہوا ہوگا کہ جنکے مان باپ اس امر مین راضی ہونگے بدون مرضی مان باپ دختر کے ہرگز ایسا امر ممکن نہین کیونکہ غضب سرکار زنہار رحم سے کم نہین ہے اور سوائے اسکے سرکار یہ کب چاہتی ہے کہ خواہ مخواہ لڑکیان مدرسے ہی مین پڑہین اشراف لوگ اپنے گھر مین ملانی یا برہمنی ملازم رکھکر یا اور کسیطرح سے کیون نہین پڑھاتے اگر اچھی تعلیم دیسی مکتبون مین اور تعلیم دختران گھر و نہین ہونے لگے تو سرکار اتنا بوجھ سررشتۂ تعلیم جاری کرنے کا کیون سر پر لے۔

سب بدل سنتی ہین اور پیروی اونکے کلام کی بدل وجان کرتی ہین۔
اگر یہ کہا جاے کہ تذکرۂ ہذا مستورات اہل اسلام کا ہے ہنود مین کونسی عورت پڑھی ہے اسکے جواب مین ہم کہتے ہین اول تو مقرر ہنود ہی یہ تا تا جسکو نویسندہ تقدیر اہل عالم جانتے ہین خواندہ و نویسندہ ضرور ہونی چاہیے ورنہ تقدیر کیونکر لکھی۔ دوم سرسوتی جسکو علم بخشش تمام جہان جانتے ہین ضرور خواندہ ہوگی۔ سوم گردھر کبیشر کی بی بی تو کتھا ہی مین ایسی تھی جنسے کتاب کنڈلیون گردھر کو کہ بسبب اوسکی وفات کے ناتمام رہ گئی تھی بہت اچھی طرح تمام کر دیا جسکے سبب سے نام دونون کا زمانہ مین باقی ہے۔ چہارم راجہ شاردانندن کی بیٹی شاستر مین طاق اور علم مین شہرہ آفاق تھی پنڈت کالیداس کہ راجہ بھوج کے دربار مین بڑا نامی پنڈت مشہور تھا اوسنے ہی اس پنڈت کو پڑھایا ہے ہر چند اوسکے ساتھ منسوب ہوگئی تھی سواے اسکے بہت عورتین برہمنون اور کایتھون کی ہمنے دیکھی ہین کہ رامائن تلسی کرت اور بھگبت مال اور بھاگوت اچھی پڑھتی ہین۔

جواب دوسری بات کا یہ ہے کہ تدبیر منازل و پرورش اولاد جو کچھ کتابون مین مذکور ہے ویسا کب رائج ہے اگر خواندہ عورتین اس امر مین مضمون عبارتون پہ واقف ہوکر کاربند ہر دو امر مذکور مین ہونگی ناخواندہ عورتین کب اونکو پہونچ سکینگی ہر چند خواندہ عورتین کاربار خانہ داری و پرورش اولاد مین مصروف رہین لیکن پڑھنا اونکا بیکار نجائیگا اور کبھی عالم بیماری اطفال مین فتین دیبی بھوانی اور میران مدار ظاہر پیر کی مانکر اور علی ہذا القیاس اونکو ضائع نکرینگی بلکہ علاج اونکا معتبر حکیمون اور ڈاکترون سے کراوینگی اور جھاڑ پھونکی تعویذ گنڈے انکو اسے

کرنے کی اونکو مہلت نہین ملتی۔

سوم بالفرض اگر اونکو پڑھاوین تو ہرگز نیک چلن نہین رہین گی اور مدرسہ مین جانے کے وقت سیر و گشت بازار و کوچہ جات مین غیر اشخاص اونکو دیکھین گے اور اونسے رفتہ رفتہ گفتار پیدا کرکے بدراہ کر دینگے۔

چہارم جس کسی سے اونکو ملاقات کرنی ہوگی اوسکو خط مین جو چاہینگی لکھہ بھیجین گی۔

پنجم کہتے ہین کہ کہین اشرافون کی لڑکیان پڑھ سکتی ہین اونکا پڑھانا نہایت عیب ہے ارباب برادری طاعن و خندہ زن ہوکے برادری سے خارج کر دینگے۔

جواب اول سخن کا یہ ہے کہ لکھنے پڑھنے سے غرض نوکری نہین ہے بلکہ مدعا عمدہ حاصل ہونا ادراک و فہم و عقل کا اور تمیز کرنا نیک و بد و درستی فکر و چستی رائے ہر امر مین ہے خواہ امور خانہ داری ہون اور خواہ اور قسم کے۔

بھلا فرمائیے کہ اتنی زنان خواندہ مین سے کسنے نوکری کی ہے بلکہ بسبب فضل و کمال کے آجتک اونکا ذکر صفحۂ روزگار پر مثل مذکور مردون کے باقی ہے عائشہ سمرقندی۔ عصمتی دختر قاضی سمرقند۔ عفتی ساکن اسفراین۔ مطربہ کاشغری۔ مہری منکوحۂ خواجہ عبدالعزیز۔ مہستی از اکابر زادگان گنجہ۔ نورجہان بیگم حرم جہانگیر بادشاہ۔ زیب النساجکا دیوان موسوم بہ دیوان مخفی ہے۔ سوائے انکے صدہا امیرون اور غریبون کے خاندان مین زنان خواندہ ہین کوئی اونمین سے نوکری نہین کرتی مگر جب مجمع زنان کا ہوتا ہے اوسمین زنان خواندہ اگرچہ مفلس ہون نہایت معزز و موقر ہوتی ہین اور ناخواندہ عورتین باوزر و زیور و پوشاک عمدہ ہون اونکی قدر و منزلت ہرگز اتنی نہین ہوتی اور خواندہ زنون کی گفتار کو

وملک عظیم الشان واقع ہین اور ملک ایشیا مین فلان فلان اور کہین ذکر یاجوج ماجوج کا نکرین تو کیونکر یقین کر لیا جاے کہ سد سکندر کے اوسطرف قوم یاجوج ماجوج رہتی ہے اور تمام رات اوس دیوار کو چاٹ کر پتلا مانند کاغذ کر دیتے ہین اور پھر صبح کو ویسی ہی ہو جاتی ہے جب روز قیامت ہوگا اوس روز اونسے وہ دیوار تمام چاٹ لیجائیگی اور انسان کو آزار پہونچے گا۔

یا پروردگار تیرا شکر ہم کس زبان سے ادا کرین تو نے معرفت عملداری انگریز بہادر کے ہمکو ایسے دریاے ذخار جہالت سے کنارۂ عقل پہ پہونچایا خصوصاً عہد حکومت جناب مستطاب لفٹنٹ گورنر میور صاحب بہادر دام اقبالہ ووقت ڈائرکٹری فاضل زمان عالم دوران جناب کیمبل صاحب بہادر عم نوالہ بسبب مقرر ہو جانے انعام تصنیف کتابون کے ایسی ایسی عمدہ کتابین تصنیف وانگریزی سے مترجم ہوئین کہ آجتک بجز زبان انگریزی کے اور کسی زبان مین بنی نہین جاتین خداوند تعالی اس سلطنت کو ابدالدہر سلامت رکھے۔

تعلیم دختران

ہزارون باشندگان ہند تعلیم دختران کو بُرا جانتے ہین اور اپنی لڑکیون کو زنہار نہین پڑھاتے اور اکثر یہ پانچ اعتراض کیا کرتے ہین۔

اول یہ کہ لڑکیان پڑھ لکھکر کیا کچہریون مین نوکری کرینگی اور کیا کاغذ وقلمدان سنبھال کر واسطے تلاش معاش کے دیار و امصار و در دست مین جاوینگی۔

دوم یہ کہ لڑکیان جب بالغ ہو جاتی ہین اور شادی اونکی ہو جاتی ہے اپنے کاروبار خانہ داری و پرورش اطفال مین ایسی مصروف ہو جاتی ہین کہ اور کار

اور کتب لغت مین قہقہہ نام ایک ملک شہر کا کہ ملک طوس مین موجود ہے مذکور اور دیوار قہقہہ کا کہین پتا نہین۔

یاجوج ماجوج

شاہنامۂ فردوسی مین مذکور ہے

زنجیری کہ مارا پی وتاب نیست + زیاجوج وماجوج شان خواب نیست
ہمہ رویہا شان چو روی ہیون + زبانہا سیہ ودیدہا شان چو خون
سیہ روی ودندانہا چون گراز + کہ یارد شدن نزدایشان فراز
ہمہ تن پراز موی وہمرنگ نیل + بروسینہ وگوشہا شان چو پیل
بخسپند ویک گوش بستر کنند + دگر گوش چون جامہ چادر کنند

یہ تحریر ایسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ پرورش پانا زال کا سیمرغ کے پاس وگفتار مین آنا سیمرغ کا اور شاہ مازندران کا کوہ بن جانا اور برف اور مثل اسکے۔ ورنہ جغرافیہ ملک ایشیا دیکھو کہ کوہ قاف مین جہان سد سکندر مرقوم ہے اور سمین اوسکی دوسری طرف کے شہرون اور ملکون اور باشندون کا حال مرتسم ہے اگر قوم یاجوج اوس دیوار کے دوسری طرف رہتی ہوتی تو وہ ملک آباد آدمیون سے نہ رہتی۔ واضح ہو کہ صاحبان عالیشان متوطن ملک یورپ کے ہین اور یہ ملک سمت شمالی کوہ قاف واقع ہے اور حکمرانی وعملداری ان صاحبون کی بعض قطعات عظیم وخرد ملک ایشیا مین بخوبی ہے پس ان گرامی شانون کو جیسا احوال اسطرف اور اوطرف کا معلوم ہے ایسا کبھی کسیکو معلوم نہوا ہوگا۔

جب ایسے واقف اپنی کتابون مین بیان کرین کہ یورپ مین فلان فلان ہزارون شہر

اور خدا کی طرف نسبت ظلم یون آتی ہے کہ بندہ گنہگار نے تو بموجب سرنوشت ازلی کیا پھر دوزخ مین اوسکو بھیجنا ظلم محض ہے۔

ان تقریرات سے ظاہر ہوگیا کہ قسمت پر قانع ہونا نچاہیے ہر ایک کام کی واسطے اچھی اچھی تدبیرین کرے ارباب معاش واسطے معاش اور اصحاب معاد واسطے معاد کی۔ اگر قسمت پر قانع رہین گے تو اونکو کچھ میسر نہوگا اور ایک دو دفعہ کی تدبیر بگڑنے اور نارست آنے سے نگھبراوین پھر اوس سے بہتر اور پختہ تدبیر کرین۔

دیوار قہقہہ اور پرستان اور اک ٹنگون اور گھڑمُوون کا ملک

عوام مین مشہور ہے کہ کہین بہت دور ایک دیوار ہے جو شخص اوسکی دوسری جانب جھانکتا ہے قہقہہ مارتا ہوا اودھر گر پڑتا ہے اور اگر کسی آدمی کو پکڑے رہین اور دیوار کے پرلے طرف اوسے جھنکا کر ادھر کھینچ لین تو ہنستا ہنستا مرجاتا ہے اور کچھ ماجرا اودھر کا نہین کہتا۔

اور کوہ قاف مین پرستان بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ وہان سوائے پریون کے کوئی نہین رہتا ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہین کہ ایک ملک مین انسان ایک پاؤن کے اور کسی اور ملک مین ایسے انسان کہ تمام بدن آدمی کا اور مونھ گھوڑی کا رکھتے ہین یہ چارون باتین نہایت بے اصل ہین کہ صاحبان انگریز بہادر نے تمام روے زمین کی سیر کی ہے اور ہزارون جزیرے آباد و ویران دیکھ ڈالے ہرگز اس قسم کے ملکون کا اونھون نے بیان اپنی کتابون مین سد سکندر جو قوی امر ہے اوسکا بیان مع نشان کوہ قاف مین مسطور کیا ہے کیا اگر وہان پرستان ہوتا تو اوسکا ذکر نفرماتے۔

کوئی تندرست کوئی بیمار کوئی لاولد کوئی صاحب اولاد کوئی عالم کوئی جاہل ہوتا
جواب اسکا ہنود یہ دیتے ہین کہ موافق کرنی یعنے اعمال و افعال سابقہ کے
قسمت لکھی جاتی ہے سمجھو کہ یہ جواب شافی نہین ہو سکتا کیونکہ افعال سابقہ بھی
موافق قسمت کے ہوے ہونگے تب قسمت مختلف کیون لکھی گئی۔
اور بعض اہل اسلام یہ کہتے ہین کہ روز الست جب قطارین ارواحون کی ایستادہ
ہوئین اور الست بربکم کہا گیا تب جنھون نے جواب مین لفظ بلے جتنے چست
اعتقاد سے کہا وہ ویسی ہی سامان سے پیدا ہوا اور قسمت اوسکے مطابق اوس
چستی اعتقاد کے مقرر ہوئی اور جن اشخاص نے جتنی جتنی سستی اعتقاد سے
بلی نہ کہا وہ اوتنے اوتنے ہی نالائق اور بے سامان ہوے۔
یہ جواب بھی اچھا نہین کہ اوس بلی کہنے مین جس سے کمی و بیشی ہمت ظاہر ہوئی
وہ کیا بدون قسمت تھی سبب اوسوقت کی سستی کا کیا ہے خیال فرمائی کہ قسمت
کو مسلم کرنے سے تمام کارخانہ بگڑ جاتا ہے اور حاکم وقت نامنصف اور خداوند تعالے
نعوذ باللہ ظالم ٹھہرتا ہے کیونکہ اگر قسمت ہی سے سب کچھ ہوتا ہی تو کسان کیون
کھیت بونے مین مشقت کرے اور جولاہا کیون کپڑا بننے اسیطرح ہر پیشے والا
کیون پیشہ کرے اوسکی قسمت کا تو اوسکو حاصل ہی ہوگا اور کام بھی خود بخود
ہوئی جائیگا مثلاً لڑکا بدون پڑھائے اور پڑھے خود ہی پڑھ جائیگا پس سب
پیشے اور تحصیل فنون و ہنر باطل ہے اور حاکم کا انصاف ظلم بن جاتا ہے کیونکہ
جب زید نے عمرو کو مارا تو زید پر قصاص ظلم ہے اسواسطے کہ قسمت مین عمرو
کی زید کے ہاتھ سے مرنا لکھا تھا۔

اہل اسلام اسکو سرنوشت اور تحریر پیشانی کہتے ہین جب کسی سے کوئی کام بگڑ جاتا ہے یا کچھ تقصیر کرکے حاکم سے سزا پاجاے یا یکایک روزگار بگڑ جاتا ہے یا اچھا روزگار مل جاتا ہے تب یون کہتے ہین کہ اوسکی تقدیر مین یون ہی لکھا تھا یون کوئی نہین کہتا کہ وہ کام سوچکر کرتا تو وہ کام نہ بگڑتا اور اگر تقصیر نکرتا تو سزایاب نہوتا اور اگر کوئی سبب نہوتا تو روزگار نجاتا یا اچھا روزگار نملتا۔

اس جگہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ سرنوشت برائے رفع خشم وغصہ وملال ملوک واُمرا پیدا کیا ہوا حکیمون کا ہے تا وہ اپنی سستی تدبیر سے بعد بگڑ جانے کام کے نہایت مضمحل وشرمندہ نہون مثلاً کوئی بادشاہ کسی دشمن کے دفع مین تدابیر شائستہ نکرے یا وہ تدابیر حقیقت مین بدرجہ کمال نہ پہونچی ہون اور اوسکو دشمن سے شکست پہونچے تو اوسوقت وزرا اور اہل مشورہ یہ تو نہ کہین گے کہ جہان پناہ نے وہ کہنا ہمارا نمانا یا خود فلان حکم ندیا بلکہ یہی کہین گے کہ خداوند ہمنے تو بہت کوشش کی اور حضور نے بھی نہایت ہمت صرف کی لیکن تقدیر سے ناچاری ہے قسمت جو چاہے سو کراتی ہے ان کلمات حکمت سمات سے بادشاہ کا رفع خشم وغصہ وملال کردیتے ہین۔

یا بادشاہ نے کسی شکار پر بندوق چلائی اور وہ چوک گئی اور دیکھا کہ بادشاہ ملول ہوگا فوراً بر زبان لائے کہ بندوق تو بہت شائستہ طور سے سر ہوئی تھی لیکن شکار کی قسمت مین ابھی موت نتھی اس سبب سے بچ گیا غرض کہ ایسی ایسی باتون کے واسطے قسمت پیدا کرلی ہے ورنہ سرنوشت اور تحریر پیشانی تو بالکل غلط ہے کیونکہ اگر قسمت ہوتی تو سب آدمی برابر ہوتے کوئی مفلس کوئی کنگال

چھوڑ دے یا کوئی مکان یکایک گر پڑے یا کسی اور اچھی چیز کا نقصان ہو جاے
تو عوام کہا کرتے ہین کہ کسی کی نظر لگ جانے سے یہ واردات ہوئی ہین تو بہت
انسان اس نظر سے یہانتک ڈرتے ہین کہ کھانا بھی پردہ کرکے کھاتے ہین یہ بات
نہایت غلط مشہور ہے دیکھو کہ مکان کا گرنا یا تو آلات سے گرانے سے متصور ہے
یا کم زوری بنیاد و دیوار و چوب و کڑی وغیرہ سے کسیکی نظر تو پھاڑ واسے ہے نہ
کدال نہ وہ سستی بنیاد مکان و دیوار وغیرہ پیدا کرسکتی ہے پس سبب سقوط مکان
کسطرح اوسکو کہہ سکین اسیطرح دودہ نہ پینا طفل کا اور دودہ سے باز رہنا گاے
بھینس کا متعلق بہ بیماری و عدم رغبت ہے وہان دخل نظر ہرگز قیاس مین نہین آتا۔
ناحق کسی آدمی کو بدنام کرنا کہ اسکی نظر بڑی ہے کمال بُرائی ہے اور اس گمان سے
کھانا پروے یا تنہائی مین تناول کرنا نہایت اندیشی یہ کار اون شخصون کا ہے
کہ اونکو اتفاق لشکرون مین رہنے کا نہین ہوا ہم لشکرون مین رہے ہین اور
بچشم خود ملاحظہ کیا ہے کہ جب لشکر بیابان مین فروکش ہوتا ہے ہزارون آدمی
ایک وقت کھانا اپنے اپنے چولھون پر پکاتے ہین وہان پردہ کرنا اور تنہا ہونا
تو کسیطرح ہو نہین سکتا سب اشخاص جمع پٹ میدان مین کھانا کھاتی ہین اور کسیکو نظر نہین لگتی

قسمت نصیب مقسوم تقدیر بھاگ پر البد

یہ سب الفاظ ایک ہی معنی مین مستعمل ہین۔
اعتقاد ہنود کا یہ ہے کہ بہ ماتا طفل کی پیشانی مین شب شدنی تولد سے پہلے
شکم مادر کے اندر لکھہ جاتی ہے موافق اوسکے اوسکا اقبال وادبار اور سب کاروبار
مثل نیک شعاری و بدکاری و نفع و نقصان و آرام و صحت و موت و حیات ہوتا ہے۔

تو تم کیا جواب رکھتے ہو ہندو اشخاص تو دساسول کو چلتے ہی نہین اور اونکو اکثر نقصان راہ یا منزل مین پہونچا ہے تو اب بچنا دساسول سے کیا کام آیا اور صحیح نماننے والے دساسول کے جو سفر کرتے ہین اور اونکو نہین نقصان پہونچتا اس صورت مین بھی حکم دساسول باطل ہوگیا اس نیازمند کو کئی بار سامنے دساسول کے سفر کرنے کا اتفاق پڑا کبھی کچھہ نقصان نہوا اور سورج اور چاند ہمیشہ بروز جمعہ و یکشنبہ اپنی رفتار و سفر سے ہرگز باز نہین اور ہرکارے ڈاک کے اور ریل گاڑی کا ہمیشہ کوچ رہتا ہی انمین نقصان نہین آتا اگر تم کہو گے کہ سورج و چاند دیوتا ہین اونھین دساسول اثر نہین کرتا تو ہم جواب دینگے کہ دساسول کو بھی دیوتا مانتے ہووے باہم کیون نہین جنگ کرتے

بُری ساعت

واضح ہو کہ ساعت چوبیسوان حصہ رات و دن کا ہے اور بیان مین روز بدہ کے ہم لکھہ آئے ہین کہ کوئی دن بُرا نہین اسلیے دن کا حصہ بھی بُرا نہوا پس اچھی ساعت دکھا کر کوئی کام کرنا محض عبث ہے۔

ٹوکنا

کہتے ہین کہ اگر کوئی کسی کام بزرگ کے واسطے جاتا ہو اور اوسکو کوئی ٹوک دے یعنے کہے کہ کہان چلے یا کدھر جاتے ہو تو وہ کام نہین بنتا۔

اگر غور و تامل کیا جاے تو اسکی کچھہ اصل نہین جو لفظ کہ ٹوکنے وقت زبان غیر پر آتی ہین وہ کب صلاحیت کام خراب کرنیکی رکھتے ہین۔

نظر لگ جانا

جب گاے یا بھینس دودہ دینے سے باز رہ جاے یا طفل شیرخوارہ یکایک دودہ پینا

کیفیت نہونے سعادت اور نحوست کی سیارات مین ہم ذکر نجوم مین لکھ چکے
اب حال ایام کا لکھتے ہین کہ یہ کیا چیز ہین اور ہرگز قابلیت نیکی اور بدی کی نہین رکھتے
واضح ہو کہ جس دیر تک سطح زمین ہماری طرف کا مقابل آفتاب رہتا ہے اوس دیر کا
نام دن ہے اور حال مقابل رہنے سطح زمین کا آفتاب سے یہ ہے کہ زمین کو دو گردشین
ہین ایک گردش کہ اپنے مدار کو گرد آفتاب کے طی کرتی ہے اور اتنی مدت کو یکسال
کہتے ہین دوسری گردش وہ کہ اپنے محور پر گھوم جاتی اس گھومنے مین جتنا سطح
مقابل آفتاب رہتا ہے اتنی سطح پر دن رہتا ہے پس جبکہ آفتاب وہی رہا کہ جسکے
مقابل ہر روز سطح زمین ہو جاتا ہے تو ہر روز مین ایک ہی اثر ہونا چاہیے کیونکہ سبب
روشن ہونے کا تو بدلا ہی نہین پھر روشنی کیون ایک روز کی نیک اور دوسرے روز کی بد ہو
علاوہ اسکے تجربہ کو خیال کرو کہ جو قومین نیکی و بدی ایام کی نہین مانتین اگر اونکو ایام
بد کے سفر سے بدی حاصل ہوتی تو ضرور وہ قومین بھی قائل نیکی و بدی ایام ہو جاتین

دساسول

ارباب ہند مین مشہور ہے کہ جس روز دساسول سامنے یا داہنی طرف ہو تو اوس روز
اوس جہت مین دساسول ہو سفر نکرنا چاہیے کیونکہ دساسول کے سامنے چلنا بہت زیادہ
نقصان دیتا ہے اور طریقہ معلوم کرنے دساسول کا کہ کس روز داہنی طرف یا مقابل ہوگا اس شعر مین
درج کر رکھا ہے شعر شرق در شنبہ دوشنبہ جمعہ یکشنبہ غروب ٭ سہ چہار اندر شمال و پنجشنبہ در جنوب ٭
نقصان دساسول کے یہ مشہور ہین راہ مین لٹ جانا چوری ہو جانا بیماری کا لاحق ہونا جس کام
کے واسطے جاوین اوس کام کا نہونا سودا کا ہیچ ہو جانا علی ہذا القیاس اے دانشمند
ان باتون مین اگر کوئی بات مسافر کو درپیش آوے اور وہ دساسول کے مقابل نکلا ہو

اونمین اول تو یہی ہے کہ کتاب مذکور مین واسطے سادھنے ساعت کے لکھا ہے
کہ پرسندہ سے نام ایک پھول کا دریافت کرے اوسکے رنگ کی مطابقت
ساعت سے کیا کرتے ہین اب تم سونچو کہ کتنی جہالت کی بات ہے جبکہ سارا
مدار نجوم کا ساعت پر ہو اور اوسکا سادھنا ایسا بے اصل تو علم کا کیا اعتبار ہے
غور کرو کہ اگر دو شخص ایک ہی وقت واسطے دریافت حال کے آوین اور اونسے
سوال کیا جاے کہ نام پھول کا تو ایک نے کچھ دیا اور دوسرے نے کچھ اور
ایک پھول مطابق ساعت ہے اور دوسرا نہین تو اب ساعت ٹھیک کیونکر ہو
فدوی نے یہ بات سنکر پھر نام علم جوتش کا نہ لیا اور نظام شمسی کہ بہت
اچھے اچھے بدولت سرکار رائج روزگار ہین خریدے اور انکو پڑھا اور پڑھایا۔

بُدھ کے دن اور بعض تاریخون کا سفر

ارباب عالم جنکو علم ہیئت سے کما ینبغی آگہی نہین ہے اعتقاد رکھتے ہین کہ بدھ کے
دن اور فلان فلان تاریخ مین سفر کرنا اچھا نہین ہے ان ایام مین سفر کرنے سے
کچھ منفعت حاصل نہین ہوتی بلکہ موجب مضرت ہوتا ہے چونکہ وہ اشخاص حقیقت
روز سے کہ واقف نہین ہین اور نہ نہار نہین جانتے کہ روز کیا چیز ہے اور شب و روز
ایک ہی شے ہین اسواسطے کسی روز کو نیک اور کسی کو بد خیال کرتے ہین اور ایک
ایک دن کو ایک ایک سیارے سے متعلق کر رکھا ہے کہتے ہین کہ ہفتہ زحل سے
اور یکشنبہ یعنے اتوار آفتاب سے اور سوموار چاند سے اور منگل مریخ سے اور بدھ
عطارد سے اور پنجشنبہ مشتری اور جمعہ زہرہ سے متعلق ہے پس بموجب سعادت
ونحوست ان سیارون کے اونکے دنون مین بھی سعادت اور نحوست ہوتی ہے

کہ وہ ہیال اور ننھیال کے سب آدمیون کو مبارک ہے اور نہایت صاحب اقبال
ہوگا اور عمر بھی ۸۵ سال کی ہوگی یہ سنکر برادرزادہ مذکور مسکرا کر میری طرف
دیکھنے لگا مین نے پنڈت جی سے عرض کیا کہ مہاراج وہ لڑکا تو ایک روز زندہ
رہ کر مرگیا اوسوقت پنڈت جی نے کہا کہ کچھ حساب لگانے مین یا ساعت سادھنے مین
غلطی ہوگئی یہ ذکر سنہ ۱۸۴۰ عیسوی یا سنہ ۱۸۴۱ عیسوی کا ہے۔

سنہ ۱۸۵۵ ع مین بندہ مدرس مدرسہ تحصیلی مراد آباد کا تھا اون ایام کتاب نظام شمسی
کسی جماعت فروتر مین پڑھائی جاتی تھی اوسکو دیکھکر بندے کو شوق ہوا کہ اگر مدت
دورہ کواکب وطلوع وغروب وگہن وغیرہ سے واقفیت ہوجاے تو بہت اچھا ہے
غرضکہ ایک پنڈت مراد آباد مین بہت نامی تھے اونکی خدمت مین جاکر عرض کیا
کہ آپ کتاب مکرند مجھکو پڑہاوین فرمایا کہ تم ہمارے دوست دلی ہو ہمارا کہنا مانو
اور اس کتاب کو نہ پڑھو مین نے خود نجوم دیکھنا چھوڑ دیا ہے اور تجارت سے
گذارہ کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو بھی یہ علم نہین پڑھایا کچھ حروف وبولی سنسکرت
سے واقف کرکے مدرسۂ تحصیلی مین کچھ حساب کتاب سکھلا کر مدرسۂ دستور التعلیم سرکار مین
بھجوادیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہان سے نوکر ہوآئیگا یہ سنکر بندہ نے عرض کیا
کہ مہاراج آپ کیون دل برداشتہ اس علم سے ہوگئے ہو اونھون نے بے تامل کہا
کہ یہ علم جھوٹا ہے اور اب ہزارون آدمی بدولت سررشتۂ تعلیم لکھ پڑھ کر دانشمند
ہوگئے اون پر فریب جلد کھل جاتا ہے اور نہ اون شخصون کی باتون کا ہمسے جواب
آتا ہے فدوی نے پوچھا کہ آپ ایسے علم شریف کو جو ہزارون برس سے رائج
ہے جھوٹا بتاتے ہین کہنے لگے کہ اسکے جھوٹا ہونے کو بہت دلیل سے جانتے ہین

بڑا ہے اگر ایک آدمی پر کہ بہ نسبت زمین کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا خفا ہووے اور
ستم کرے تو اوسکا کیا ٹھکانا رہے نہ کہ یہ سورج کی خفگی کے بہ سبب کچھ ادنی حرارت
بدن مین آجائے یا کچھ اور ضرر ہو جائے یا رب مغالطہ اس سے زیادہ اس
دنیا مین متصور نہین ہو سکتا سوائے ان باتون کے ہم دیکھتے ہین کہ برہمنون اور
بقالون اور بہت سے ہندوون مین جنم پتری یعنے زائچہ پیدائش دکھا کر اور ساعت
سعید نکلوا کر بموجب حکم برہمنون کے شادی وغیرہ کا کام کرتے ہین لیکن ہم دیکھتے ہین
کہ اکثر شادیون مین نقصان اور خرابیان ویسی ہی پیدا ہوتی ہین جیسے بدون
متابعان برہمنون کے گھر ہوتی ہین مثلاً اکثر خاوند مر جاتے ہین اور عورتین
رانڈ ہو جاتی ہین اور اکثر عورتین مر جاتی ہین مرد رنڈوے پھرتے ہین بعض کی
اولاد ہی نہین ہوتی بعض عورت اور مرد مین تا زیست خصومت رہتی ہے ۔
پس اب ہم سوال کرتے ہین کہ زائچہ مطابق کرانے والون کا جب یہی حال ہو
جیسا اوراقوام کا تو زائچہ دکھانا اور برہمنون کے نجوم کو سچا جاننا حماقت ہے کہ نہین
میرے برادر زادے کے گھر ایک شب لڑکا تولد ہوا علی الصباح پنڈت قدیمی کو کہ
علم و فضل مین نامی و گرامی تھا بلا کر کیفیت پر مطلع کیا وہ اوسکا وقت تولد ٹھیک
لکھکر اپنے گھر لے گیا اور اوسکا زائچہ بہت دہیان سے بنانا شروع کیا لیکن اتفاقاً
طفل مذکور ایک روز زندہ رہ کر مر گیا اسواسطے بروز چھٹی وغیرہ پنڈت کو نہ بلایا
وہ خود بروز دسوٹھن مکان پر آیا اور شاکی ہوا کہ مین نے بہت فکر سے طفل کا زائچہ
بنایا کوئی لینے نگیا اور نہ مجھکو واسطے نام رکھنے اور چھٹی بچوانے بلایا فدوی کا برادر زادہ
اوسسے پوچھنے لگا کہ لڑکا کیسی ساعت پیدا ہوا ہے پنڈت نے زائچہ نکال کر کہا

تو بتا دیتے کہ اس ستارے کی پونجا کرنی چاہیے اور وہ پونجا اوسکے نام منتر سوا لاکھ دفعہ پڑھتے ہین ڈیرہ یا دو مہینے مین پڑھے جائینگے پانچ روپیہ کا سامگری یعنے مصالح صرف ہوگا اور ہماری محنت کا حق جو چاہو دیناوہ بیچارہ خوف زدہ ضرور پانچ سات روپیہ اونکو حوالے کرتا ہے۔

غرضکہ ستارون مین نحوست اور سعادت کا دخل بیان کرکے بہت کچھ حاصل کرتے ہین یہانتک کہ ہزارون برہمنون کی اسی پر معاش ہے اور کچھ کام سوا کتھا کہنے کے نہین کرتے۔

کبھی کسیکے نوزائیدہ لڑکے کو بتا دیتے ہین کہ نہایت بری ساعت مین پیدا ہوا ہے اسکی نحوست جب دفع ہو کہ پونجا اس ستارے کی کراؤ ایام وبا و قحط سالی مین کہتے ہین کہ ہرم بھوج یعنے بہت سے برہمنون کو کھلانا اسکا علاج ہے۔

ایمہربان ذرا گوش دل سنو کہ اثر ستارون کا زمین پر از روی گرمی و سردی اور کم اور زیادہ ہونے شب و روز وغیرہ کے خیال مین آتا ہے اور اونسے سعادت اور نحوست متبادر ہونی بالکل دوراز قیاس ہے ذرا غور کرو بہت موٹی یہ بات ہے کہ نیکی کسی سے کوئی شخص جب کرتا ہے کہ کچھ کام نیکی کرنے والونکا اوس سے ہوگیا ہو یا ہو جاوے مثلاً فقیر کو بعوض دعای نیک چٹکی آٹے کی دیتے ہین اگر وہ گالی دے تو اوسکو نہین دیتے بلکہ مار کر یا سخت کہکر سامنے سے دور کر دین اور مسافرون کی نوازش اسواسطے کرتے ہین کہ اونکا نام نیک ہر طرف مشہور کرین۔

سوچ کرو اور سمجھو کہ اتنے بڑے دور دست سے ہم بھلائی یا برائی کیا کر سکتے ہین کہ وی اوسکا نتیجہ ہمین دین اور پھر یہ خیال کرو کہ مثلاً سورج کہ دس لاکھ حصہ زمین سے

تو وے بخارات طبقۂ اول ہوا سے اونچے ہو کر مرکز ہوائے سرد تک پہونچ جاتی ہین اور سردی سے اوس ہوائے سرد کی ثقیل اور منجمد ہو جاتے ہین اور انہین منجمد بخارون کو ابر کہتے ہین۔

نجوم

نجم کی جمع نجوم ہے اور نجم ستارے کو کہتے ہین پس ستارون کی رفتار اور غروب وطلوع وغیرہ کے دریافت کرنے کو علم نجوم کہتے ہین مثلاً علم نجوم سے یہ دریافت ہو سکتا ہے کہ مشتری اور زہرہ وغیرہ ستارون کا کتنا قطر ہے اور وہ کتنے فاصلے پر زمین سے ہین اور آپسمین کتنا بُعد رکھتے ہین اور کتنی مدت مین اونکا دور تمام ہوتا ہے اور سورج اور چاند کا گہن کسوقت ہوگا اور کسوقت ہو چکے گا۔ اور چاند کب پورا ہو جاے گا اور کب بالکل غائب علےٰ ہذا القیاس۔

نجومیان ہند نے جو برخلاف راے برہمنان ریاضی دان راست بیان کیے ہوئے ہین واسطے بہکانے خلقت کے ستارون کو دیوتا قرار دیا ہے تا خلق اونکو پوجے اور اس وسیلے سے کچھ اونکو حاصل ہوتا رہے اور ستارون کے موقع بموقع آجانے مین سعادت نحوست کو داخل کیا ہے تا خلق دریافت حال اپنے بہبود کا کیا کرین اور اونکو فائدہ حاصل ہو۔

اور جب کسی بیعقل کو بہکا دیتے ہین کہ تجھپر فلانا ستارہ منحوس آیا ہے اور ڈھائی برس یا ساڑھے سات برس تک اپنا اثر رکھے گا اور تجھکو آوارہ و بی سامان و پریشان روزگار کر دیگا وہ بیچارہ خوف کھا کر اونسے چارہ کار دریافت کرتا ہے

اتنا دریافت ہوا کہ وے افاق مین غلطان گنید ہین اور گرد آفتاب کے انکی واسطے
دورے مقرر ہین اور یہ لکھا ہے کہ انکے دورے کی مدت بہت دراز بھی ہوتی ہے
وہ دمدار ستارہ کہ ۱۶۸۰ء مین نکلا تھا اوسکے دورے کی مدت نیوٹن صاحب
بہادر نے پانسو پچھتر برس قرار دی ہے۔

بادلون کا پانی پینا

نادانون مین مشہور ہے کہ جب بادل پورب سے پچھم کو جاتے ہین تو کہا کرتے ہین
کہ بادل سمندر مین سے پانی پینے جاتے ہین پھر اودھر سے آکر برسینگے اور بعض کہتے ہین
کہ بادل پہاڑون پر گھانس چرا کرتے ہین اور اونکی مینگنیان وہان پائی جاتی ہین
یہ بات نہایت ہی غلط و غلط ہے بادل ہرگز صاحب جان نہین اور وجود مستقل
نہین رکھتا جب چاہو مشاہدہ کرلو کہ بعض اوقات آسمان پر ایک ٹکڑا بادل کا
نظر آتا ہے اور تھوڑی دیر مین اندک اندک تحلیل ہوکر نیست ہوجاتا ہے اور کبھی
چند ٹکڑے بادلون کے بسبب ہوا نزدیک ہوکر ایک بادل عظیم الجثہ ہوجاتا ہے
اور کبھی ایک بڑا ٹکڑا پارہ پارہ ہوکر چند بادل بنجاتے ہین یہ امر صاحب جان
چیزون مین کب متصور ہے ہرگز بادل جاندار نہین نہ کچھ کھاتے ہین نہ پیتے ہین
یہ غلطی نہایت بڑی ہے۔

صحیح حال بادلون کا یہ ہے کہ بادل بخار ہے کہ غلیظ اور منعقد ہوجاتا ہے کہ
اور سبب اوسکے پیدا ہونیکا یہ ہے کہ جسوقت بخارات پانی اور زمین نمناک کے
بسبب تابش آفتاب کے ہوا پر جاتے ہین اگر بخارات کم ہوتے ہین حرارت
ہوا کی اونکو تحلیل کردیتی ہے اور اگر بخارات زیادہ ہوتے ہین اور حرارت ہوا کی کم

واضح ہو کہ جسوقت بخار دخانی معہ اندک لزوجت وچربی زمین سے مرتفع ہوکر
کرۂ آتش تک پہونچتا ہے آگ اوسمین لگ جاتی ہے پس اگر اس مادہ مین
غلظت کم ہوتی ہے وہین جل جاتا ہے اگر زیادہ ہوتی ہے ہوا اس سے نیچے
اوترتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تارا آسمان سے نیچے گرتا ہے۔

ستارہ دُمدار

ستارہ دمدار جب کبھی نکلتا ہے تو عوام اوسکو دیکھکر کہنے لگتے ہین کہ یہ نشان
برا ہے یہ جب طلوع کرتا ہے افراط یا قحط عظیم یا جنگ درمیان بادشاہونکی ہوتی ہے
سبب جنگ وجدل کا نمود ستارۂ دُمدار تصور کرنا اک امر صرف نامعقول ہے
اگر بیماری اور قحط کا سبب کہا جاے تو دور از قیاس نہین کیونکہ جب یہ ستارہ
نمود کرتا ہے البتہ باعث افراط گرمی ہونا چاہیے کیونکہ بہت بڑا جسم ہے اگر
اپنی تاثیر کرے تو تردیک عقل اور وہی افراط اگر کچھ خلش کرکے بخارات کو
سوختہ کرکے ابر نہ بننے دے تو سبب قحط بھی کہہ سکتے ہین لیکن اقوام کی یاد مین
کئی بار دمدار ستارہ نکلا ہے نہ کبھی قحط پڑا نہ کثرت بیماری اور جنگ وجدل کا واقع ہونا
تو خود اس سے کچھ تعلق نہین رکھتا سبب انکے موجود ہونے کا کتب حکماے یونان مین یہ
لکھا ہے کہ جسوقت بخار دخانی مع لزوجت وچربی زمین سے بلند ہوکر کرۂ آتش تک
پہونچکر روشن ہوجاتا ہے پس اگر یہ مادہ غلیظ ہوتا ہے وہ دخان کہ طرف بلند اوسکی مشتعل ہوتی ہے
ایسا واقع ہوتا ہے کہ طرف بلند روشن شدہ مانند ستارہ کے نظر آتی ہے اور کم روشن شدہ مانند
اوسکے دنبالہ کے اور یہ علامت بسبب قلت اور کثرت مادہ کے مدت تک ظاہر رہتی ہے
اور کتب اہل فرنگ مین یہ لکھا ہے کہ ہرچند انکی خاصیت ابتک خوب معلوم نہین ہوئی

زمین مین پیدا ہوا کرتے ہین اگر سردی زمین کی اون بخارات پر غالب ہوتی ہے
وے بخار فرو ہو جاتے ہین اور اگر گرمی بخارات سردی زمین پر غالب بکثرت
تمام ہوتی ہے زمین کو پھاڑ کر نکل جاتے ہین اور اگر قوت بخارات کی اتنی نہین ہوتی
کہ زمین کو پھاڑ ڈالین یا زمین سخت ہو مانند کوہستان کے تو وے بخار جنبش مین
آتے ہین اور زمین اوس جنبش سے مضطرب ہوتی ہے اس اضطراب کا نام زلزلہ ہے

تارا ٹوٹنا

بوقت شب بعض بار ایک چیز روشن بشکل ستارہ آسمان پر سے زمین پر گرتی ہوئی
جبکی رفتار سے قوس بنتی ہے نظر آتی ہے اسکو عوام تارا ٹوٹنا کہتے ہین۔
ہنود مین یہ مشہور ہے کہ جب کسی راجہ کی موت آتی ہے تب تارا ٹوٹتا ہے اور
جس ملک مین وہ راجہ یا امیر رہتا ہے اوسی ملک کیطرف تارا ٹوٹ کر گرتا ہے
یہ بات سراپا غلط ہے ہمنے ہزارون بار تارے ٹوٹتے دیکھے اور دیکھتے ہین
لیکن کبھی کوئی امیر مارا جاتا ہوا نہ سنا۔
یہ اعتقاد نہایت مبتذل کا ہے امیر کی موت اور تارا ٹوٹنے مین کچھ نسبت نہین اگر
یہ کہدیتے کہ یہ ملک الموت نظر آتا ہے کہ واسطے قبض روح کسی راجا کے جاتا ہے
تو کچھ تو نسبت ہوتی۔
اہل اسلام یہ کہتے ہین کہ جب شیاطین آسمان پر جاتے ہین تو فرشتے اونکو
آتشین گولے مار کر دفع کرتے ہین وہ آتشین گولے بصورت ستارہ گرتے ہوئے
نظر آتے ہین یہ امر بھی دانایون کو معلوم ہے کہ کتنا غیر معقول آجتک کسنے مسقط
اون لوگون کا نہین سنا کہ کہان ہے۔

برہمنون کے کھلانے کا خیال مین آتا ہے لیکن یہ تصور کرنا کہ ہمارے بزرگ اوس روز آتے ہین غلط ہے یہ بات واسطے رغبت آدمیون کے بنادی ہے کہ شرماشرمی سے بنام والدین برہمنون کو کھلاوین ہمچشمون مین ناخلف ٹھہرنا گوارا نکرین گے۔

زلزلہ

کہتے ہین کہ زمین کو ایک گائے اپنی سینگ پر لیے کھڑی ہے جب انسان کے گناہون سے زمین گرانبار ہوجاتی ہے تو اوس زمین کو دوسرے سینگ پہ لیتی ہے وقت تبدیلی کے زمین متحرک ہوتی ہے وہی حرکت زلزلہ یعنے بھونچال ہے۔

یہ بات کیسی غیر معقول ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تمام زمین پر زلزلہ ایک ہی وقتمین آتا مگر یہ حال ہرگز نہین بعض قطعات زمین پر بہت شدت سے بھونچال آتا ہوا دیکھا اور سو پچاس کوس کے فاصلہ پر اوسکا پتا نپایا مشہور ہے کہ کوہستان مین زلزلہ بہت واقع ہوتا ہے اور ریگستان اور شورہ زار مین نہایت کم۔

زمین کا گائے کے سینگ پر تجویز کرنا کتنی بیعقلی ہے کہ واسطے اوس گائے کے گھانس دانہ وچراگاہ جو ضروری امر ہے جس سے وہ زندہ رہی تجویز کرنا بھول گئے اگر کہیے کہ وہ گائے بیجان ہے اوسکو ضرورت کھانے پینے کی نہین ہے اس فرض کرنے سے اوسکو تکلیف ہونا اور ایک سینگ پر سے زمین کو دوسرے سینگ پر لینا کب متخیل ہوتا ہے۔

ای خردمندون سمجھ لو کہ سبب زلزلہ کا یہ ہے کہ تاثیر حرارت آفتاب سے بخارات

کتب ہیئت مین بدلائل عقلی اس امر کا نہایت اثبات مرقوم ہے اور ارباب تنجیم جانتے ہین کہ کسوقت سورج گہن اور چاند گہن ہوگا اس مقام مین ان امرون کا مفصل بیان کرنا محض تطویل کلام ہے۔

عوام مین یہ مشہور ہے کہ راہو راچھس کا چاند قرضدار ہے جب یہ واسطے طلب اپنے مال کے اوسکو گھیرتا ہے تب اوسکی رتھ کے سایہ مین چاند آجاتا ہے یہی چاند گہن ہے اگر اوسوقت خوب خیرات کیجاوے تو چاند کو چھوڑ دیتا ہے۔

یہ بات بالکل غلط ہے کہ چاند ایک سیارہ ہے اوسکو ضرورت قرض سمجھنا ایک امر احمقانہ ہے۔

پانی اور روٹی جو کم خرچ چیز ہے اوسکو کہتے ہین کہ گہن مین آگئی اور اوسکو پھینک دیتے ہین مگر قیمتی شیا کو ہرگز کوئی شخص نہین پھینک دیتا یہ کسقدر بیعقلی کی بات ہے کہ گہن سے پانی تو گہہ جائے اور گھی اور دودہ و پوری و کچوری و مٹھائی نہ گہے۔

بعض راجے اور اہل دول اپنی جورو کو بروز گہن خیرات کرکے خاکروب کو دیتے ہین اور پھر اوس سے خرید لیتے ہین یہ امر کسقدر نادانی کا ہی کہ اول نیت خرید لینے کی کرنا اور پھر اوسکو سخاوت سمجھنا اور رانی تصور کرنا کیونکہ عورت خریدی ہوئی لونڈی ہوتی ہے نہ رانی۔

سبب اسوقت کی خیرات کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزرگون نے یہ سونچا ہوگا کہ خلق یون تو خیرات نہین کرتی مگر واسطے انکی خیرات کے کوئی حیلہ مقرر کردینا چاہیے جس سے خود بخود مائل بسخاوت ہون یہی سبب بندرہ روز تک ایام کناگت مین

سوائے کتاب بھاگوت مین جو نہایت معتبر کتاب ہنود ہی اد ہیای مین مرقوم ہے
کہ بلارچی برادر کرشن چند نے خود اپنے ہاتھ سے بابر کو مارا ہے۔

سانپ کا نہ مارنا

یہ بھی مطابق نمارنے بندرون کے زنہار معقول نہین ہے بلکہ بعض ارباب کا یہ یقین
ہے کہ چھوٹا سانپ ادت ہوتا ہے یعنی کوئی لڑکا یا جوان لاولد مرا ہوا ایسا بن جاتا ہے
اور بڑے سانپ کو اپنا دادا پردادا وغیرہ بتاتے ہین اور کوئی دلیل سوای اسکے
نہین لاتے کہ وہ کاٹتا نہین اور یہ نہین جانتے کہ اوسپر کوئی دباؤ نہین پڑا اگر
دباؤ پڑیگا تو وہ فوراً کاٹ کھائیگا کیونکہ اکثر جانورون کا یہ خاصہ ہے کہ بدون
چھیڑے آزار نہین دیتے بلکہ آدمی سے ڈر کر گریزان ہو جاتے ہین۔

روٹی کا روٹی پر پڑنا

اگر کوئی شخص روٹی پکاتا ہوا اور بھول کر توے پر سے روٹی نہ اوتارے اور بھول کر
توے پر دوسری روٹی ڈالدے تو اجتماع ان ہر دو روٹی کو بڑا شگون اچھا اپنی
ترقی رزق کا مشہور کرتے ہین۔

اگر غور کیا جاے تو یہ خیال بالکل خام اور سوداے پختہ ہے جبوقت روٹی پختہ تھی
دستارخوان پر دوسری روٹی سے ملکر موجب مزید رزق نہوئی درحالیکہ خود
خام ہے افزونی رزق مین کیونکر پختہ کار ہو سکتی ہے زیادہ تحریر اس مقام مین فضول ہے۔

گہن

ہونا چاند گہن کا از روی تحقیق یہ ہے کہ زمین درمیان چاند اور سورج کے آجاتی ہے
اور جب چاند درمیان زمین اور سورج کے آجاتا ہے تب سورج گہن ہوتا ہے

علی الصباح برا نام لینا

بہت نادان ارباب کا اعتقاد ہوگیا ہے کہ علی الصباح جانوران درندہ وانسان شوم کا نام لینا برا ہوتا ہے اور خواب سے بیدار ہوکر اگر کوئی اول ہی نام شیر یا بہیڑیے یا بلی یا سانپ وغیرہ کا یا کسی شوم انسان کا لیتا ہے تو گمان کرتے ہین کہ یہ روز اسپر خیر سے نہین گذرنا کچھ نکچھ اسکو مصیبت آج درپیش آویگی یہ امر ہرگز معقول نہین دیکھو کہ اگر زہر پاس رکھا ہو اوسکا نام لینے سے ضرر نہین ہوتا جبکہ درندگان دور ہین اور شوم پاس نہین فقط اونکا نام کیا اثر کرسکتا ہے اس امر کا امتحان کئی بار ہوگیا ہے بالکل غلط نکلا۔

بندرون کو دیوتا ماننا

جس شہر و قصبہ مین افراط بندرون کی ہوتی ہے مثل متھرا و بندرابن و کوسن اور نگینہ و چاندپور وغیر صدہا مکانون مین وہان ہنود ہرگز اونکو دفع نہین کرتے اور نہ قتل اونکا چاہتے ہین کہتے ہین کہ یہ دیوتا ہین ہر روز اونکے ہاتھ سے تکلیف پاتے ہین مگر کیا ممکن کہ بندوق وغیرہ سے اونکو مارین یا اپنے محلون مین کسی اور کو بندر مارنے دین بیان کرتے ہین کہ یہ ہنومان کی اولاد ہین انکو کیونکر مارین کہ بڑا گناہ ہے۔

اللہ اللہ عجب غفلت ہے کہ جن جانورون سے آزار پہونچے اونھین دیوتا جانے دیوتا واسطے رچھا کے ہوتے ہین نہ بلا سبب واسطے دکھ دینے کے اگر بندر ہنومان کی اولاد ہین تو چتری رام چندر کی اولاد اور برہمن برہما کی اولاد بلکہ سب آدمی برہما کی اولاد سے اونکو بروقت تکلیف رسانی کیون دفع کرتے ہین

خسپندہ کا ہے اور اودھر کو مونھہ کرکے اصلاح بنوانا مبارک ہے کیونکہ جب کہ کوئی مرجاتا ہے تو اوسکی کریا کرم کے واسطے اودھر مونھہ کرکے اصلاح بنواتے ہین یہ بات نہایت مضحکہ کی ہے کیونکہ جہات ستہ مین سے ایک جہت کو نامبارک بے دلیل ماننا مثل خام خیالی ہے راقم اوراق نے برسون چارپائی بالقصد ایسی ہی بچھائی ہے کہ سونیکے وقت پانون طرف دکن کے ہون آجتک بیماری نہوئی اور زندہ تو موجود ہی ہون یہی حال اودہر کو مونھہ کرکے حجامت بنوانے کا سمجھو۔

صبح کو کسیکا مونھہ دیکھکر اوٹھنا

یہ امر نہایت مشہور ہوگیا کہ بعض شخص کا مونھہ نہایت منحوس ہی علی الصباح اگر کوئی شخص اوسکی صورت بدون اور کا مونھہ دیکھے ہوئے دیکھ لے تو وہ روز اوسکو بہت نامبارک ہوتا ہی۔ اکثر شخصون کو یہانتک اسکا یقین ہوگیا ہے کہ علی الصباح اوٹھتے ہی اول اپنا ہاتھہ دیکھہ لیتے ہین یا آئینہ سرہانے رکھکر سوتے ہین بوقت برخاست از خواب اوس آئینہ مین اول اپنا مونھہ دیکھہ لیتے ہین پھر اور کسیکا مونھہ دیکھتے ہین یہ بات نہایت دوراز قیاس ہے گویا شاعرون نے شعر مین مندرج کردی ہے شعر

علی الصباح بروی تو ہر کہ برخیزد	+	صباح روز سلامت برو مسا باشد

العزیز وشاعر مشہور باتون کو گو غلط صریح ہون اپنے شعرون مین بکمال فصاحت وبلاغت درج فرمادیتے ہین اور خود اوسپر ہرگز اعتقاد نہین رکھتے تم اونکی شعرون مین ایسا مضمون دیکھکر اونکے پیرو نہ بنو اور اعتقاد اپنا فاسد نکرو ذرا سمجھ سوچکر کام کرو دیکھو جس آدمی منحوس کا مونھہ تم برا بتاتے ہو وہ خود تمھارا کام بگاڑ سکتا نہین فقط دیکھنا اوسکے مونھہ کا کیونکر تمھارا کام بگاڑ دیگا۔

اور واسطے ملاقات ارباب کے دفتر مین آیا سب شخص اوسکی پہلی حالت دیکھکر
قدرت الہی پر اقرار کرتے تھے یہ ماجرا عرصہ باون ۵۲ کا سال کا ہوا کہ روبرو فدوی
کے گذرا ہے پس اب یہ فرمائیے کہ جسنے یہ ماجرا دیکھا کیون سایۂ بوم کا اقرار کریگا
کہ بدو منحوس ہوتا ہے۔

کوّا اوڑانا

اگر علی الصباح بدون گھر مین جھاڑو لگانے کے کوّا کسی جا مکان پر بیٹھکر آواز
کرے تو بعض نادان مرد و عورت اوس کوّے سے کہتے ہین کہ اگر کوئی مہمان یا
کسی کا خط آتا ہو تو اے کوّے اوڑ جا پس اگر وہ کوّا اوسیوقت اوڑ گیا تو یقین کرتی ہین
کہ آج کوئی مہمان یا کہین سے خط آویگا اس امر کو بھی مانند اور شگونون کے صریح
البطلان سمجھو فدوی نے تو بہت بار اوس کا رکا تجربہ بالکل غلط پایا ہے اور جس
کسیکا دل چاہے تجربہ کرلے اور عقل تو کسیطرح مجوز اس امر کی نہین ہوتی کیونکہ کوّا
صاحب شناخت و قصد نہین کہ منزل پر سے مہمان کو روانہ ہوتا دیکھکر جان لے
کہ یہ شخص فلانے کے گھر جاویگا اور اوسیکے گھر آکر اطلاع کردے اور خط کا سرنامہ بھی
وہ نہین پڑہ سکتا کہ اوسنے ڈاک خانے مین جاکر پڑہ لیا ہو اور اوسکے صدور کی
خبر دے یہ بات کہ سراپا غلط ہے ہندوستان مین اتنی مشہور ہے کہ ہندی کبیشرون
نے اسکو راگون اور اپنے شعرون مین مندرج کیا ہے اون شعرون اور راگون کو
ہرگز صحیح نہ سمجھو اور عقل کو کام مین لاؤ۔

دکن کیطرف پانون کرکے سونا یا دکن کیطرف مونھہ کرکے حجامت بنوانی

ہندوون کو اعتقاد کامل ہے کہ دکن کیطرف پانون کرکے سونا موجب بیماری یا ہلاکت

حویلیون اور درختون پر بیٹھے اور بولتے سُنا ہے لیکن وہ شہر اتنا آباد ہین
اور نہ اوسکے سایہ سے کسیکو مفلس اور بے عقل ہوجاتے سنا دیکھا۔
برخلاف اسکے یہ ماجرا ہے کہ ایک شخص شتاب رائے نام دفتر بخشی گری بیگم
شمرو صاحبہ مین متلاشی روزگار آیا بخشی دفتر نے بعد امتحان اوسکو ایک کار مختصر پر
ملازم رکھا بعد چندروز کے اوسکا جانا بحکم بخشی مذکور ایک برات مین ہوا جب
برات مذکور بوقت دوپہر ایک باغ سرراہ پر واسطے کچھ کھانے کے ٹھہری اور
سواریون مین سے آدمی اوترے شتاب رائے بھی اوتر کر کھڑا ہوا اس عرصہ مین
بسبب غل وشور آدمیون کے ایک الو کسی پر اوڑا چونکہ الو کو دن مین کم دکھلائی دیتا ہے
شتاب رائے کے سر پر ہو کر گذرا چونکہ یہ شخص نہایت غریب وکم عزت تھا اورون نے
اسکا ٹھٹھا یہانتک کیا کہ وہ بیزار ہوگیا اور بیمہانہ یا خانہ بارادہ جدا ہوجانیکے
برات سے بسوے صحرا روانہ ہوا تھوڑی دور پر ایک گروہ ہاتیون پر باروا سباب کا آتا دیکھا
بیچارہ کنارۂ سڑک پر کھڑا ہو رہا انجام کار جب سب ہاتی اوس راہ سے گذر گئے
آخر ہاتی پر داروغہ فیل خانے کا مع ایک دو مصاحب کے سوار تھا اوسنے بلا ساختہ
پوچھا کہ لالہ صاحب کچھ تم پڑھے ہو اوسنے جواب دیا کہ کار متصدی گری جانتا ہون
داروغہ نے کہا کہ تم آو ہاتی پر سوار ہوجاؤ اور حساب صرف ہاتیون کا لکھا کرو مقام
مقصود پر پہونچکر تمکو نوکر کر دینگے راہ مین متصدی اس فیلخانہ کا مرگیا ہے
یہ کارروائی تم کرو اسکا آخر اچھا ہوگا شتاب رائے تو سب طرف سے مایوس تھا
اوسکا روزگار قبول کر لیا اور آخر کار بعد چند سال کے اپنی کارگذاری کے سبب
داروغہ اوسی فیلخانہ کا ہوگیا اور کسی سبب سے بعالم داروغگی پھر سرو سہ کیطرف آیا

میسر ہو یہ بات نہایت دور از فہمید کہ نسبت مابین نشست پرندہ اور لباس جدید بخشنے کے ہرگز نہین کیونکہ دونون غیر جنس ہین یعنے لباس بخشنے اور نشست پرندہ مین ہمجنسی نہین۔

ہما کا سایہ

اعتقاد عوام ہے کہ ہما کا جس شخص کے سر پر سایہ پڑتا ہے وہ پادشاہ ہو جاتا ہے اور اگر پادشاہ نہین ہوتا تو صاحب اقبال و دولت ضرور ہی ہوتا ہے فدوی نے کتاب شاہنامہ سراسر پڑھی ہیون سبب پادشاہ ہونیکے اوسمین مندرج ہین لیکن کسی پادشاہ کو نہین لکھا کہ بسبب سایۂ ہما ہوا ہو اسیطرح تاریخ مختصر انگلستان و تاریخ موسوم بہ منتخب التواریخ و تاریخ فرشتہ و تاریخ ہند و تاریخ آئینہ نما وغیرہ دیکھنے مین آئین اس حال سے سب معرا ہین سوائے اسکے دلیل عقلی جو کہ درمیان کنجشک مرقوم ہوئی ہرگز معاون و ممد قوم مشہور کی نہین۔

اُلّو کا سایہ

کہتے ہین کہ جس جگہہ الو بیٹھتا ہے وہ جگہہ ویران ہو جاتی ہے اور جسکے سر پر الّو کا سایہ پڑتا ہے وہ بیوقوف ہو جاتا ہے اس امر اخیر کا یہانتک اعتقاد ہے کہ چالاک عورتین واسطے متابع رای کرنے اپنے خاوند کے الو کا گوشت پکا کر اپنے خاوند کو کھلا دیتی ہین یہ امر اخیر تو قریب القیاس معلوم ہوتا ہے کہ شاید گوشت الّو کا بالخاصیت یا بالکیفیت مضر عقل ہو یعنے اوسکے سایہ سے بیوقوف ہوتا ہو اور اوسکی نشست سے ویران ہونا آبادی کا از روی تجربہ ہرگز درست نہین کیونکہ اس فدوی نے قریب سو شہر خرد و کلان کے دیکھے ہین اکثر شہرون مین کئی کئی بار الّو کو بوقت شب

جوتے پر جوتا چڑھنا

مشہور اور مقرر کر رکھا ہے کہ اگر کسی کا جوتے پر جوتا چڑھ جاتا ہے تو اوسکو سفر درپیش آتا ہے یہ نہایت بے ٹھکانے اعتقاد ہے راقم اوراق کا تمام عمر بحاسبان بار سے زیادہ جوتے پر جوتا چڑھ گیا ہے لیکن سوائے ایک دو بار کے کبھی اتفاق سفر نہوا۔

آنکھہ یا اور کسی عضو کا پھڑکنا

اگر مرد کی داہنی آنکھہ اور عورت کی بائین پھڑکے تو کہتے ہین کہ کچھہ ترقی ہوگی اور اگر برخلاف ہو تو اوسکو نامبارک جانتے ہین۔

ایعزیز و خوب سمجھو اور کتب طبیہ مین دیکھو کہ اختلاج اعضا بباعث ریح ہوتا ہے اوسمین ہرگز احتمال پیشین گوئی نہین ایک وزیر اور زادہ فدوی کا نہایت ملول بیٹھا تھا کسینے اوس سے کہا کہ کیون ملول ہو جواب دیا کہ میری آنکھہ بائین پھڑکتی ہے خدا خیر کرے۔ شخص مذکور نے کہا کہ جس روز انتقال جناب مقدسہ معظمہ بیگم صاحبہ شمرو کا ہوا تھا اوس روز چاہیے تھا کہ تمام اہل لشکر کی آنکھہ پھڑکتی مگر ہم تم دونون اوس لشکر مین ملازم تھے کسیکی بھی آنکھہ نہ پھڑکی تھی یہ بات سُنکر عزیز مذکور کی تشفی ہوگئی اور ملال جاتا رہا اسیطرح بازو کے پھڑکنے کو جانتے ہین کہ برادر کے ملنے کی خبر دیتا ہے۔

لیکن حیران ہون کہ میرے تین بڑے بھائی راہی ملک عدم ہوگئے ہین اور میرا بازو کبھی کبھی پھڑک جاتا ہے کیا وہ از سر نو جنم لیکر ملین گے۔

چیٹی یعنے کنجشک کا سر پر بیٹھنا

مشہور ہے کہ کنجشک اگر ناگاہ سر پر کسی آدمی کے بیٹھہ جائے تو اوسکو نیا لباس

چھپکلی کا بدن پر گرنا

یارب عجب عقل اور فہم بعض ارباب جہان کی ہے کہ بہ نسبت اوس عقل کے تو بیعقل ہی ہونا نعمت عمدہ تھی۔

کہتے ہین کہ چھپکلی کہ جانور قسم حشرات معروفہ مین سے ہے کہ داہنی طرف کے اعضا پر گرے تو بہت مبارک ہے اور اگر بائین طرف کے عضو پر تو نہایت نامبارک ہے اسیطرح سر و پا و کمر و پشت وغیرہ گرنے مین اوسکے حاصل ہونا فوائد و ضرر خاص کا مقرر کر رکھا ہے کہ بیان اوسکا بجز تطویل کتاب کے اور کسی مصرف کا نہین۔

ارباب دانش و تمیز ذرا متوجہ ہو کر غور کرین کہ یہ تجویز کسقدر جہالت کی ہے اس جانور ناپاک مین کون دلیل سے اثر زیادہ کرنا دولت و اقبال اور لانا زوال و مرض کا ثابت ہے پس اگر دلیل نہین تو دعوی بے دلیل محض لچر و پوچ ہے چاہیے کہ ارباب دانش اگر اوسکو ناپاک سمجھتے ہون تو بروقت چھپکلی گرنے کے بدن صاف کر لیا کرین اور برہمنون سے ہرگز نہ پوچھین کہ اوسکا ایسے مقام پر گرنا مفید ہے یا مضر۔

اور یہ بھی مشہور کر رکھا ہے کہ اگر چھپکلی وقت کھانا کھانے کے طعام پر گرے اور کوئی اوس طعام کو بے کراہیت کھائے تو نہایت اقبال مند ہو جاے۔

اس سخن مین اتنا فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ترغیب کے باعث سے اگر اوس کھانے کو اشخاص کھالین تو اونکا نقصان اوس لاگت کا کہ طیاری طعام مین ہوا ہے نہو کیونکہ چھپکلی ہرچند زہردار جانور ہے مگر بغیر اوسکو کھائے یا اوسکے کاٹنے بغیر صرف اوسکے مس کرنے سے ضرر متصور نہین۔

تیتر شغال گدھے وغیرہ کی ہرزہ گردی مین تعبیر کردی ہے سوائے اسکے
یہ بھی کہتے ہین کہ اگر کوئی سفر کو چلے یا گھر سے کسی کام کو باہر نکلے اور پانی بھر نیوالا
خالی مشک یا خالی گھڑا سامنے آوے تو منحوس ہے یعنے جس کام کو جاتے ہین
وہ کام نہوگا اور اگر بھرا ہوا طرف لاوے تو کام ہوجائیگا اور شہر غیر مین داخل
ہوتے ہی اگر خاکروب خالی ٹوکرا سامنے لائے تو شگون بد کہتے ہین اور پر کو نیک
اسیطرح کی بہت باتین ہین۔
بندے نے ان سب باتون مین سے اکثر کا تجربہ کیا بالکل جھوٹا پایا اگر کوئی شخص
یہ بات جھوٹ سمجھے تو خود تجربہ کرے۔

راہ کاٹنا بلی کا

اگر رستہ چلتے ہوے ایک طرف سے دوسری طرف بلی چلی جاوے تو کہتے ہین
کہ بلی راہ کاٹ گئی اب آگے چلنا نہایت مضرت ناک ہے ہین ٹھہر جاؤ جب کوئی اس
راہ کو کاٹ جاوے یعنے جس خط پر بلی گئی ہے اوسکے دوسری طرف چلا جاے تب
آگے چلنا اتفاقاً اگر کوئی شخص غیر اوس راہ سے نہین گذرتا تو اپنا جوتا پہلے اوس
لکیر کے دوسری طرف پھینک دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اب کچھ خوف نہین رہا
اور رستہ چلنا شروع کردیتے ہین۔
بھلا ایسی صریح بدگمانی کو خیال خام کیونکر نکہا جاے بندے نے بچشم خود دیکھا
کہ ایک شخص موسم برسات مین ایک جگہہ بسبب راہ کاٹ جانے بلی کے متوقف تھا
یکایک وہان دیوار بوسیدہ اوسپر گر پڑے اور بہت صدمہ اوسکو پہونچا اور جو شخص
کہ اوس سے پہلے راہ قطع کرگیا تھا اوسکو کچھ ضرر نہ پہونچا۔

اور اور تھانون مین ایک شخص نامہ نکالنے والا کافی تھا اور یہ زمانہ سلف سے
آجتک کسی عملداری مین نہین ہوا اور سوائے اسکے عقل ہرگز تجویز نہین کرتی
کہ چور کا نام اس ترکیب سے معلوم ہوجاے ایک برات مین بوقت دوپہر سب
آدمیون کو نیند آگئی ایک شخص جو جاگتا رہا تھا اوسنے پانچ چھ ٹوپیان قیمتی چورا لین
وقت بیداری ایک پنڈت جٹو کام کو بلا کر نامہ نکلوایا اوسنے ایک کہار کا نام دیدیا
ارباب نے اوسکو مارا وہ بھاگ کر واویلا کرتا ہوا کچہری مین چلا گیا اور کہا کہ مجھکو
جٹو برہمن نے چور بنا کر پٹوایا ہے پنڈت جی بلائی گئی اور اونسے کہا گیا کہ کوتوالی مین
کئی مقدمے چوری کے ہین سبکا پتا بتاؤ ورنہ سزا پاؤ گے آخر کار پنڈت جی پر
بابت اس جرم کے پچاس روپیہ جرمانہ ہوا اور واسطے آیندہ کے ممانعت کی گئی

شگون

قصباتی اور دیہاتی شخصون نے چند جانورون کی آواز اونکے دائین بائین
یا سامنے آجانے پر اپنی بھلائی اور برائی حاصل ہونے کی خبر بانی مقرر کر رکھی ہے
مثلاً تیتر اگر بائین طرف وسط راہ سفر مین بولے تو اوسکو نیک شگون جانتے ہین
اگر داہنی طرف بولے تو نامبارک سمجھتے ہین اور اگر منزل سے روانہ ہوتی ہے سامنے
بولے تو کہتے ہین کہ اسنے ماتھا ٹھونکا راستے مین سے اوٹھا پھرنا پڑیگا ایسے
اکثر پرندون و دواب و بہایم کا دائین بائین آنا مبارک اور نامبارک کہتے ہین
ہاے افسوس گنوار یا شہری جو علم نہین تحصیل کرتے کیسے بیوقوف ہوجاتے ہین کہ
جانورون کو اپنا رہبر اور مخبر غیبی بنا لیتے ہین نہین معلوم ہوتی کوئی دلیل جس سے
ثابت ہوجاے کہ عالم الغیب نے اپنی قدرت کاملہ بلی خرگوش ہرن سنبر کلچڑی

چانول چبانے

جب چند شخصون کے درمیان کوئی چیز گم ہوجاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ان سب شخصون کو چانول چبوائے جاوین اور وہ چانول کلمہ کے روپیہ سے تول کر دیے جائین گے جو شخص کہ انمین چور ہوگا اوس سے چبائے نجائین گے یا خون اوسکے مونھ سے نکلے گا۔

یہانتک تو بات دانائی کی ہے کہ اگر اون اشخاص مین کوئی شخص کم خرد ایسا کام کر بیٹھا ہے تو اس دہشت مین اگر چیز گم شدہ کو کسیطرح وہین رکھدیگا مگر جب اس سے درجہ گذر جاتا ہے کہ ضرور چانول کلمہ روپیہ سے وزن کرکے بدین اعتقاد کھلا دیتے ہین کہ ضرور تاثیر کلمہ سے چور سے چانول نہ چبین گے اور ضرور خون اوسکے مونھ سے نکلے گا عین جہالت ہے کیونکہ یہ تاثیر کلمہ مین ہرگز نہین ہوسکتی اور جہان کہین ایسا ہوا ہے کہ کسی شخص کے مونھ سے سرخی نکلی سبب اوسکا چالاکی چانول کھلانے والے کی ہے کہ وہ چانولون مین کوئی ریزہ شنگرف یا گیرو کا رکھدیتا ہے۔

نامہ نکالنا

جب کسیکے گھر چوری ہوجاتی ہے تو بعضے اشخاص کہتے ہین کہ ہم نام نکال دینگے یعنے چور کا نام بتا دینگے پس چند نام کاغذ کے پرچون پر جدا جدا لکھکر ایک کٹوری پانی ڈالدیتے ہین اور جو کچھ پڑھتے جاتے ہین جونسا پرچہ پہلے ڈوب جاتا ہے اوس پرچے پر جسکا نام ہوتا ہے اوسکو چور بتاتے ہین اور بعضے اور ترکیب سے کسی کا نام لے دیتے ہین یہ باتین غلط ہین کیونکہ یہ عمل صحیح ہوتا تو کوتوالیون

نسخہ لکھہ رہے تھے جب اوس بیمار کو نسخہ دیا اوسنے پوچھا کہ حضرت دل بندیکا
واسطے کھانے کچھہ ترشی کے چاہتا ہے صاحب موصوف نے اوسکو اجازت
دی پھر اوسنے عرض کیا کہ جناب سِرکا کھاؤن یا لیمو حکیم صاحب نے ذرا تامل فرماکر
استخارہ دیکھا پھر کہا کہ فلان چیز ان دونون مین سے کھا بندہ یہ حال دیکھکر
بلا عرض حال و استعلاج اوٹھا حکیم صاحب نے فرمایا کہ کیونکر آئے تھے کچھہ حال کہو
جواب دیا کہ فقط حضور کے سلام کو آیا تھا۔

کٹورا دوڑانا

جب کسی کا مال چوری جاتا ہے تب بعضے مکار کہتے ہین کہ ہم بزور منتر کٹورا
دوڑاتے ہین جہان وہ مال ہوگا وہین کٹورا جاکر تھمیگا یہ امر نہایت خلاف قیاس ہے
کہ بدون زور کے جسم متحرک نہین ہوسکتا منتر چند لفظ مہمل ہین اونمین زور کہان ہے
سبب اسکا یہ ہے کہ ایک لڑکے کو کنارہ کٹورے کا پکڑا دیتے ہین پہلے تو اوسے
خفیہ بطمع زر سمجھا دیتے ہین کہ فلانی طرف کو اسکو لیجیو پھر منتر پڑہتے ہین اور
کہتے ہین کہ منتر کٹوری کو معہ طفل طرف مال مسروقہ کے لیے جاتا ہے اس تماشے کو مین نے
سنہ ۱۸۶۴ عیسوی مین در قصبۂ نگینہ بچشم خود دیکھا ہے کہ ایک لڑکے نے خود مال
چُرایا اور واسطے رفع اپنے گمان کے ایک فقیر کو بُلا لایا اور کہا کہ یہ کٹورا دوڑاتے
ہین اور فقیر صاحب سوا روپیہ لیتے ہین جب کٹورا دوڑایا وہ طفل جسکو کٹورا
پکڑا رکھا تھا اول طرف صاحب مال کے کہ عورت تھی چلا کیونکہ اوس طفل کو
کچھہ دیکر ایسا ہی سمجھا رکھا تھا وارثون عورت کے نے یہ حال دیکھکر غل مچا دیا
کہ تھانہ دار واسطے اس فقیر کے وہ آیا سب وہانسے بھاگ گئے۔

قضا قضا نشود ای عزیز من هرگز	تو خواه فال زن و خواه استخاره کن

میر جعفر زٹلی نے اپنے کلمات طیبات مین بہت سچ لکھا ہی (الفال تسلی کو دکان) ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ پیشین گوئی سچی پیغمبرون کا معجزہ مشہور کرتے ہین اور حضرت خواجہ موصوف کو کسینے پیغمبر نہین مانا پس بعد مرگ اونکے کلام مین سے حال اگلا ڈھونڈا اگر جہالت نہین تو کیا ہی بلکہ اس مصرع سے تو اور ہی کچھ ظاہر ہوتا ہے

ع راز غیبے کس نمیداند بجز پروردگار ✣۔

استخارہ

یعنے طلب خیر کرنا دستور اوسکا یہ ہے کہ کچھ دعا یا درود پڑہ کر تسبیح کو دونون ہاتھہ مین باندک فرق پکڑتے ہین جو اون دونون ہاتھہ مین دانہ ہای تسبیح طاق آگئے تو کہتے ہین کہ استخارے نے کام کرنے کی اجازت دی اور وہین کرنے لگتے ہین اور اگر دانہ ہای مذکور جفت آئے تو سمجھتے ہین کہ استخارے نے واسطے کام کرنے کے ممانعت کی ہے اور اوسوقت اوس کام کو نہین کرتے پھر بعد کچھہ دیر کے استخارہ کرتے ہین یہ امر کیسا بے ٹھکانے معلوم ہوتا ہے یعنے عدد تو سوائے طاق اور جفت کے تیسری قسم نہین رکھتا انھین دونون قسمون سے ایک قسم ضرور ہاتھہ مین آجائیگی لیکن وہ دانے کب عالم الغیب کے پاس جاکر شدنی و ناشدنی کام کی دریافت کر آتے ہین یہ اعتقاد خام خود انسانون نے آپ باندہ لیا ہے ذرا غور کرین تو معلوم ہوجاے کہ استخارہ کسقدر مہمل ہے۔

نگارندۂ اوراق واسطے اپنے علاج کے ایک طبیب مشہور کے پاس گیا اور بڑی دیر منتظر رہا کہ اپنا حال بیان کرون لیکن طبیب موصوف واسطے اور ایک بیمار کے

یہ کلام مسموع کیا مگر کچھہ میل دل پر نہ لاکر بسمت مقصود یابو کو روانہ کر دیا اور بخیر و خوبی راہ طی کر کے حسن پور مین پھونچا اور جس کام کے واسطے گیا تھا غایت الٰہی سے اوس کام نے ایسا انتظام پایا کہ اوسقدر توقع بھی نتھی۔

سوائے اسکے ہمیشہ امتحان ہوتا رہتا ہے کہ جمیع اہل اسلام و صاحب بہادر اسکا کبھی خیال نہین کرتے اور اونکے سب کام بخوبی انجام پاتے ہین یہ کب ضرور ہے کہ ایک ہی چیز ایک طور پر ہنود کو مضر اور غیر قوم کو مفید ہو۔

فال

کسی کتاب خصوصاً دیوان خواجہ حافظ شیرازی کو ہاتھہ مین لیکر کسی مقام سے کھولتے ہین اور بعضے اوسکا شعر اول اور بعضے شعر ہفتم اول صفحہ کا پڑھتے ہین اگر مضمون اوسکا کچھہ مطابق مقصد ہوتا ہی تو اوسکو فال مبارک جانکر خوش ہوتے ہین اور یقین کر لیتے ہین کہ کام ہمارا ہو جائیگا اور اگر مطابق مقصد نہین ہوتا تو اوداس ہوتے ہین اور نہ میسر ہونے مدعا پر دلیل جانتے ہین اور مُلّاؤن نے واسطے فائدہ مندی اپنی کے فال دیکھنے کا پیشہ اختیار کرنا اور نادان اور کم عقل آدمیون وعورات انکو سوا پیسا یا کچھہ کم و بیش دیکر فال کھلواتے ہین اور اونکی تمامکو وتر کاری کا کام اس سے خوب جاری رہتا ہے اور فالنامہ بہت طرح کے بنا لیے ہین اور فال دکھانے والون سے فائدہ ترکاری و تمباکو کا حاصل کرتے ہین۔

افسوس ہے کہ رواج عدم تحصیل علوم کا ہندوستان مین بہت ہے اگر مخلوقات صاحب علم و فن ہوتی تو ایسی جھوٹی باتون پر رغبت نہ رکھتی اور اوپر مضمون اس شعر کے عمل کرتی

بیت

چھینک

عجب خوبی دانش اور تمیز کی ہے کہ جب کہین جاوین یا کوئی کام شروع کرین اور کوئی شخص چھینک دے تو کہتے ہین کہ چھینک ہوئی ہے ذرا ٹھہر کر جانا اور وقت سفر یا کسیکے گھر جانے یا واسطے کسی کام کے جانے سامنے اور دہنی طرف کی چھینک کو نہایت نامبارک و بد جانتے ہین اور ہرگز نہین جاتے اور پشت پیچھے کی چھینک کو بہت مبارک اور اگر وقت نہانے اور کھانے اور سونے کی اگر چھینک ہو تو اوسکا ڈر کچھ نہین بتاتے اس باب مین یہ دوہرا انبار کھا ہی دوہرا چھینکت نہانے چھینکت کھانے چھینکت رہے سوے + چھینکت پر گھر نجاے نسدن لڑنا ہوے + یہ باتین سنکر اور دیکھکر کسقدر عقلا کو خندہ آتا ہے کہ یارب وہی چھینک ہے کہ سامنے اچھی تھی اور پیچھے اچھی ہوگئی۔ سمجھو کہ اگر تیر سامنے سے آوے خواہ پیچھے سے آوے دونون حالت مین زخمی کریگا اور اگر دولت روبرو یا دہنی طرف سے یا پیچھے یا بائین سمت سے آوے بہرحال مفید ہے۔

ایکبار یہ خاکسار قصبۂ سکندرآباد سے بسوے قصبۂ حسن پور واسطے کسی کار ضروری کے روانہ ہوتا تھا اور چند دوست و آشنا واسطے رخصت کرنیکے وہان جمع ہوے تھے اتفاقاً جسوقت کہ بندے نے رکاب مین پانون رکھا کسینے سامنے سے چھینک دیا بندے نے تامل نکیا اور پشت یا بو پر گیا لیکن برہمن جو وہان آگیا تھا اوسنے اشخاص سے کہا کہ چھینک نہایت بے موقع ہوئی اسکا کام ہرگز نہ بن پڑیگا اور جسکی ملاقات کو جاتا ہے زنہار نہوگی مین نے ہرچند کہ اپنے گوش سے

راے ناقص بندے مین یہ آتا ہے کہ گو بیماری اوسی وقت سے پیدا ہوئی ہو
لیکن ہرگز اسمین دخل مدفون قبر مذکور کا نہین ہے یہ امر اتفاقیہ ہوگیا ہے کہ
زمانہ وجود بیماری وگستاخی سپاہی قبر بندیلی پر ایک ہوگیا۔
بہر تقدیر یہ بیماری وبای جدید ہے کیونکہ اگر قدیم ہوتی تو کتب قدیمۂ طبیہ مین
علاج ہیضۂ وبائی مرقوم ہوتا علاج اسکا کرنا ڈاکٹران سرکاری سے بہت اچھا ہے
پیرمنٹ واسطے دفع اس مرض کے بہت مفید پایا ہے ایام وبا مین مناسب ہے
کہ گھر مین خوشبوی عود جلاکر تعدیل ہوا کرین اور ہواے جنگل اور بیرون خانہ
سے پرہیز کرین اور مکان خشک وصاف رکھین اور تدبیر کرکے ہوا صاف و
معتدل کرلین اور غیر ہوا کو دخل ندین اور جو تر کاریان اور میوی اس فصل مین
پیدا ہوے ہون نکھاوے۔
الیعزو سرکار کہ اج سب بات مین افضل دوران وعقیل روزگار ہے اگر اس مرض کو
بیماری نجانتی تو کیون ڈاکٹر خانون مین دوا اس مرض کی بٹتی اور ہر تھانہ
وکوتوالی مین ہنگام وقوع وبا اس مرض کی دوا واسطے عوام کے موجود رکھتی۔
اپنی عقل ناقص کو عقل کامل سرکار پر ہرگز تفضیل ندو دیکھو تم ایسی گاڑی
کب بنا سکتے ہو جیسے ریل گاڑی اور تمھاری ڈاک ایسی کب ہے جیسے تار برقی
تمھارے نویسندے ایسے کب ہین جیسا چھاپہ خانہ غرض کہ جسکے ہزارون کام
تمھارے کامون سے بدرجہا بہتر ہین اوسکی تدبیر کے ہمیشہ پیرو رہو کہ اوسمین
سراسر بھبودی جان ومال کی ہے اور ضرور علاج بیماری ہیضہ کا ڈاکترون اور
ادویہ سرکاری سے کرو وہیضہ پیر کو پوج کر جان عزیز رائیگان نکرو۔

سچ جانتے ہین مگر ہمکو اس بات مین شک ہے کہ اگر وہ اپنا علاج سچ جانتے تو دغا نکرتے اور سر کنڈے کو فریب سے نہ بڑھاتے۔

افسوس ہے سستی عقل عوام پر کہ اس بیماری کا علاج بہت سہل ہے یعنی طفل کو جنم گھٹی وغیرہ کسی چیز بہت سبک سے ایک دو دست کرادین تو یقین ہے کہ بیماری جلد زائل ہو جاے۔

ہیضہ پیر

دیہات اور قصبات بلکہ عوام مین مشہور ہو گیا ہے کہ ہیضہ ایک پیر ہے قوم اوسکی بندیلہ ہے وہ ہزارون آدمیون کو بروقت دورے اپنے کے بعارضہ قے و دست و درد شکم ہلاک کر ڈالتا ہے اوسکی منت و خوشامد کے واسطے بہت سے دیہات و قصبات مین مکان علیحدہ اونکے نام کا بنا رکھا ہے اور اوسپر آٹا دال و پکوان اور جو کچھ میسر ہوتا ہے اور کھلونے گلی وغیرہ چڑھاتے ہین اور نادان اشخاص اتنا نہین جانتے کہ جب انسان باعقل و ہوش و تاب و توان و ہاتھ پاؤن ہوتا ہے کسیکو ہلاک نہین کر سکتا اور جب کہ جسم اوسکا خاک ہو گیا اور حواس خمسہ نیست و نابود ہو گئے تو کیونکر بی سبب و بگینہ سابق خرد و بزرگ و اطفال و جوان و پیر کو ستاویگا غرض کہ اس جہالت مین ہزارون تباہ ہو جاتے ہین بسوے علاج متوجہ نہین ہوتے اس بات مین کچھ شک نہین ہو کہ یہ مرض نشتر یا آتشی برس سے خاص بندیل کھنڈ سے پیدا ہوا ہے کہ سبب اوسکا ایک اخبار مین یہ مندرج تھا کہ وہان فوج سرکار کے کسی سپاہی نے قبر پر کسی بندیلی کے گستاخی کی تھی تب سے یہ مرض پیدا ہوا ہے

اللہ اللہ کیا عالم جہالت کا ہند مین پھیلا ہے مگر الحمد للہ کہ سرکار فیض آثار نہایت غمخوار رعایا کی ہے ہزارون طرح کے اخبار اور کتابین مفید واسطے فیض یابی اور رفع جہالت خلق کے بصرف کثیر جاری کی ہین خدا اس سلطنت کو برقرار رکھے یقین ہے کہ جلد سب اشخاص علوم مروجۂ سرکار سے آگاہ ہوکر درجۂ عقلا کو پہونچین گے خصوصاً بسبب سررشتۂ تعلیم کے کہ واسطے دانش آموزی خلق کے نہایت عمدہ طریق ہے۔

ڈبا و مان

بیماری ذات الجنب کو جو اطفال نہایت خرد سال کو لاحق ہوتی ہے اوسکو عوام وجہال ڈبہ یا مسان کہتے ہین اور جھاڑا پھونکی سے علاج کرا کر بچون کو تباہ وہلاک کرا ڈالتے ہین علاج کرنیوالے ایسے ظالم اور بیرحم ہین کہ ایک سرکنڈیکا ٹکڑا لیکر اوس سے اس مرض والے لڑکے کو جھاڑا دیتے ہین اور ہر بار بہشت سے سرکنڈے کو ناپتے جاتے ہین اور اول بالشت خوب تان کر رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ دیکھو سرکنڈہ بڑہ جائیگا دوبارہ بالشت کو چالاکی سے سکوڑ کر رکھتے ہین اور بیمار کو فریب سے کہتے ہین کہ اتنا سرکنڈہ بڑھا اور بیماری گھٹی غرض کہ ایسا فریب دیکر اپنا کام بناتے ہین اور بیمار کا کام تمام کرتے ہین اور خدا سے نہین ڈرتے کہ اسکی سخت بازپرس ہوگی کیونکہ ظلم اور قصور بادشاہ وقت تک نہین پہونچتا یا اوس سے پوشیدہ رہتا ہے خدا تک پہونچیگا اور خدا پر پوشیدہ نہین ہے ضرور اوسکی سزا ملے گی۔

بعض علاج کنندے ایسے نادان ہین کہ وہ اپنے معالجات جھاڑا پھونکی وغیرہ کو

سچ جانتے ہین مگر ہمکو اس بات مین شک ہے کہ اگر وہ اپنا علاج سچ جانتے تو دغا نکرتے اور سر کنڈے کو فریب سے نہ بڑھاتے۔

افسوس ہے سستی عقل عوام پر کہ اس بیماری کا علاج بہت سہل ہے یعنی طفل کو جنم گھٹی وغیرہ کسی چیز بہت سبک سے ایک دو دست کرادین تو یقین ہے کہ بیماری جلد زائل ہو جاے۔

ہیضہ پیر

دیہات اور قصبات بلکہ عوام مین مشہور ہو گیا ہے کہ ہیضہ ایک پیر ہے قوم اوسکی بندیلہ ہے وہ ہزارون آدمیون کو بروقت دورے اپنے کے بعارضہ قے و دست و درد شکم ہلاک کر ڈالتا ہے اوسکی منت و خوشامد کے واسطے بہت سے دیہات و قصبات مین مکان علیحدہ اونکے نام کا بنا رکھا ہے اور اوسپر آٹا دال و پکوان اور جو کچھ میسر ہوتا ہے اور کھلونے گلی وغیرہ چڑھاتے ہین اور نادان اشخاص اتنا نہین جانتے کہ جب انسان باعقل و ہوش و تاب و توان و ہاتھ پاؤن ہوتا ہے کسیکو ہلاک نہین کر سکتا اور جب کہ جسم اوسکا خاک ہو گیا اور حواس خمسہ نیست و نابود ہو گئے تو کیونکر بسبب دبگنہ سابق خرد و بزرگ و اطفال و جوان و پیر کو ستا دیگا غرض کہ اس حالت مین ہزارون تباہ ہو جاتے ہین بسوے علاج متوجہ نہین ہوتے اس بات مین کچھ شک نہین ہو کہ یہ مرض ستر یا اسی برس سے خاص بندیل کھنڈ سے پیدا ہوا ہے کہ سبب اوسکا ایک اخبار مین یہ مندرج تھا کہ وہان فوج سرکار کے کسی سپاہی نے قبر پر کسی بندیلی کے گستاخی کی تھی تب سے یہ مرض پیدا ہوا ہے

اللہ اللہ کیا عالم جہالت کا ہند مین پھیلا ہے مگر الحمد للہ کہ سرکار فیض آثار نہایت غمخوار رعایا کی ہے ہزارون طرح کے اخبار اور کتابین مفید واسطے فیض یابی اور رفع جہالت خلق کے بصرف کثیر جاری کی ہین خدا اس سلطنت کو برقرار رکھے یقین ہے کہ جلد سب اشخاص علوم مروجۂ سرکار سے آگاہ ہوکر درجۂ عقلا کو پہونچین گے خصوصاً بسبب سررشتۂ تعلیم کے کہ واسطے دانش آموزی خلق کے نہایت عمدہ طریق ہے۔

ڈبا و مان

بیماری ذات الجنب کو جو اطفال نہایت خرد سال کو لاحق ہوتی ہے اوسکو عوام وجہال ڈبہ یا مسان کہتے ہین اور جھاڑا پھونکی سے علاج کرا کر بچون کو تباہ وہلاک کرا ڈالتے ہین علاج کرنیوالے ایسے ظالم اور بیرحم ہین کہ ایک سرکنڈا لیکر اوس سے اس مرض والے لڑکے کو جھاڑا دیتے ہین اور ہر بار بالشت سے سرکنڈے کو ناپتے جاتے ہین اور اول بالشت خوب تان کر رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ دیکھو سرکنڈہ بڑہ جائیگا دوبارہ بالشت کو چالاکی سے سکوڑ کر رکھتے ہین اور بیمار کو فریب سے کہتے ہین کہ اتنا سرکنڈہ بڑھا اور بیماری گھٹی غرض کہ ایسا فریب دیکر اپنا کام بناتے ہین اور بیمار کا کام تمام کرتے ہین اور خدا سے نہین ڈرتے کہ اسکی سخت باز پرس ہوگی کیونکہ ظلم اور قصور بادشاہ وقت تک نہین پہونچتا یا اوس سے پوشیدہ رہتا ہے خدا تک پہونچیگا اور خدا پر پوشیدہ نہین ہے ضرور اوسکی سزا ملے گی۔

بعض علاج کنندے ایسے نادان ہین کہ وہ اپنے معالجات جھاڑا پھونکی وغیرہ کو

حکیم کے نہین لیجاتا اور مالیون اور نائیون اور بھگتون لامعقل و بیدانش سے
علاج اوسکا کراتے ہین۔ وہ بتا دیتے ہین کہ سات کوڑی یا سوا پیسا ماتا کے
نام کا ظرف آب کے پاس رکھدو اس سے ٹھنڈک ہو جائیگی اور اگر آنکھون پہ
بیمار کی زور ہو تو بتا دیا کہ ماتا کے نام کی آنکھین چاندی کی بنوا کر چڑھا دو
شفا ہو جائیگی اور گدھون کو نخود خام بھگو کر کھلا دو اور چوراہے پر فلان
فلان چیزین دھر آو۔

ای عزیز و سمجھو کہ ان علاجون سے بادنی فکر و تامل معلوم ہوتا ہے کہ آرام ہونا
مشکل ہے مگر بعض لڑکون کو بباعث کمی مادہ و زور طبیعت کے خود بخود آرام
ہو جاتا ہے اور ہزارون لڑکے نہایت تکلیف اوٹھا کر بے موت مر جاتے ہین۔
ہزار حیف کی یہ بات ہے کہ جب معالجہ اسکا آسان ہو گیا اور سرکار نے اپنی
کمال رعیت پروری سے سیکڑون ٹیکا لگانے والے بصرف تنخواہ ہزارون روپیہ
کے ملازم رکھکر شہر شہر و وہ بہ وہ واسطے دورہ کرنے کے مقرر کر دیے اور وہ
بدون کچھ لیئے اور بغیر احسان کے ٹیکا لگاتے ہین اور اوس سے کسی لڑکے کا
کچھ زیان نہین ہوتا اور نہ کچھ تکلیف ہوتی ہے اور بیماری سے مطلق نجات پاتا ہے
اور اگر ٹیکا اچھا نہین لگتا تو بھی چیچک نہایت کم نکلتی ہے اور ہرگز زور نہین کرتی
اور زیان جان اس بیماری سے اصلا نہین ہوتا خلق پرہیز کرتی ہے اور
اپنی بیوقوفی اور نادانی کے اقتضا سے ہنگام دورہ ٹیکا لگانے والون کے
اپنی اولاد کو گھر سے باہر نکلنے نہین دیتے اور جب وہ طفل نہایت علیل ہو جاتے ہین
یا مر جاتے ہین تو افسوس کرتے ہین اور بعض بیوقوف افسوس بھی نہین کرتے

تازہ درخت کی رسکھتے ہین اور چادر تان کر پردے مین ایک شخص کو داخل کرکے
اون ٹھنیون کو زمین مین گڑوا دیتے ہین اور مدت تک تماشائیون کو کسی اور
کھیل مین مصروف رکھتے ہین تا بخوبی اونکے کام کی طرف متوجہ نہون۔
اور سر پہ ناریل توڑنا دو طرح پر ہے جسکے سر پر بال ہین تو بالون مین ایک ٹکیا
لوہے کی چھپا رکھتا ہے اوسپر ناریل پڑتا ہے اور جسکے سر پر بال نہین ہین وہ
خول لوہے رنگین کا برنگ جلد سر پر رکھتے ہین اور بعضے مشق کرکے صدمہ اوٹھانیکی
طاقت پیدا کر لیتے ہین جیسا کہ ایک شخص نے مشق کرکے ایسی طاقت بہم پہونچائی تھی
کہ وہ ایک بڑے بیل کو اپنی چھاتی پر کھڑا کر لیتا تھا اسیطرح سب کام بازیگرون
کی چستی وچالاکی ومشق وفریب کے ہین ہرگز نظر بندی نہین۔

سیتلا یعنی چیچک

اعتقاد بہت عورتون اور کم خرد مردون کا یہ ہے کہ سیتلا کوئی دیبی ہے
جو لڑکون کو بطور ٹھنپسی کے بدن مین نکل کر ستاتی ہے اور جب اوسکی منّت
وخوشامد کرتے ہین تو آرام بخشتی ہے یہ اعتقاد بہت بُرا ہے اور جو کہ اس
اعتقاد کی کثرت سے علاج اس بیماری کا یکسر و یک لخت موقوف ہوگیا ہے
اطبا کو بھی مشق اس بیماری کے علاج کی نہین ہوتی اور عوام بالکل سمجھ گئے ہین
کہ سیتلا بیماری نہین اور حالانکہ وہ بیماری ہے لیکن اسمین شک نہین کہ بہت
سخت بیماری ہے اور علاج بھی اسکا نہایت دشوار ہے کتب طبیہ مین نام اقسام
چیچک کا جدری وحصبہ وحمیقا مع علاج وتدبیر شائستہ لکھا ہوا ہے بباعث
رواج علاج کے کوئی شخص اپنے لڑکون کو کہ عارضہ چیچک اونکو لاحق ہو پاس

دور کا رگڑا اوس رسّی پر چلتے ہین اور طرفہ تر یہ ہے کہ سر پر دو تین گھڑے رکھہ لیتے ہین اور بعض اوقات دونون پاؤن مین سینگھہ بھینس کا باندہ لیتے ہین کہ وہ بہت خمدار اور چکنا ہوتا ہے عوام کہتے ہین کہ یہ کب ہو سکتا ہے ضرور اونھون نے نظر آدمیون کی باندہ دی ہے اور ہرگز رسّی پر نہین چلے مگر بسبب نظر بندہ جانیکے گو وہ زمین پر چلتے ہین رسّی پر چلتے نظر آتے ہین اور ایک دم کی مہلت مین باغ درختان میوہ دار تر و تازہ پُر بہار زمین کلر اور بنجر مین لگا دیتے ہین یہ بات کب قبضۂ قدرت انسان مین ہے اگر نظر بندی نہین تو کیا ہے اور کئی ناریل بہت اونچے اوچھال کر سر پر لیتے ہین اور وہ اونکے سر پر لگ کر ٹوٹ جاتے ہین اور سر کو درد و تکلیف نہین ہوتی۔

بندۂ مستہام جواب ان تینون باتون کا درست اور صحیح یہ دیتا ہے کہ رسّی پر چلنا تعلق مشق اور علم ادات سے رکھتا ہے مشق کرنا یہی ہے کہ اول کچھہ اونچے و تنگ رستے مثل دیوار کے چلنا سیکھتے ہین پھر لکڑیون پر مثل کڑی پھر اوس سے بھی تنگ و باریک چیزون پر چلتے ہین اور وہ ایک بانس نہایت وزنی اور دراز جو ہنگام خرام رسن پر اپنے ہاتھون مین رکھتے ہین علم ادات سے تعلق پذیر ہے یعنے علم ادات مین ثابت ہے کہ جبتک مرکز کسی ثقل وزن کا نہین ٹلتا وہ نہین گرتا پس جب وہ اوس رسّی پر جدھر کو اپنے تئین جھکتا سمجھتے ہین اوسکے مخالف طرف بانس کو جھکا دیتے ہین اس امر سے اونکا مرکز ثقل سنبھل جاتا ہے اور وہ نہین گرتے۔

اور باغ لگانا بہت باریک کام نہین ہے اپنی تھیلیون مین وہ ٹھنیان میوہ دار

جمع ہوکر کشتی کیا کرتے تھے اور ڈنڈ پیلتے اور ڈہیکلی لگاتے اور ریزم ہلاتے ایکدن ایک شخص غیر مع دو تین اپنے شاگردون کے وہان آکر تماشا دیکھنے لگا بعد اوسکے روانہ ہوگیا۔

قدرت الٰہی سے بندے کے مکان پر جو کشتی گیر تھے اونکا اوستاد بباعث موسم اور حرارت جسمی کہ بہت ریاضت سے حاصل ہوتی خلل دماغ مین گرفتار ہوا اور طرف جنگل اور بازار کے بیخود انہ بھاگا حاضرین اوسکے پکڑنے کو پیچھے بھاگے لیکن وہ بیمار کہ اوسوقت ہوش مین نہ تھا کہین گرتا کہین پڑتا کہین لغو باتین کرتا اور اون اطفال پکڑنے والون پر حملہ کرتا اور اون کے قابو مین نہ آتا اتفاقاً ایک شخص اوس واردات گاہ مین آپہونچا اور کہنے لگا کہ اسپر کسینے جادو کیا ہے تب تو بہت شخص کہنے لگے کہ جہان یہ کشتی کر رہا تھا وہان فلان شخص آیا تھا اسپر جادو کر گیا غرضکہ آخر کار اوس بیمار کو پکڑکے اوسکے گھر لیگئے اوسکے بزرگ دانشمند تھے ہرگز جادو پر یقین نہ لائے۔

تبریدات اور سونگھانا سرد خوشبوئیون کا عمل مین لائے بعد دو تین مہینے کے بیمار مذکور اچھا ہوگیا اگر بزرگ اوسکے نادانی کرتے اور دھونی اور فلیتے اوسکو سونگھاتے تو وہ بیمار اور زیادہ بیمار ہوجاتا اور شاید کہ مرجاتا۔

نظربندی

ناخواندون اور کم عقلون مین نہایت مشہور ہے کہ بازی گر اول ڈھول بجاکر بزور اپنے منتر کے نظر تماشائیون کی باندہ دیتے ہین بعد ازان اپنا تماشا آدمیون کو دکھاتے ہین مثلاً ایک رسی دو بلند بانسون مین باندہ کر اور اونکو

یہ بھی بے اصل و مادہ ہے۔
بھلا سمجھیے تو سہی کہ اگر ایک پُتلا آٹے کا بنایا اور اوسمین کانٹے چبھوئے اور اوسپر کچھ پڑھ کر کہین چوراہے یا جنگل مین رکھایا دفن کیا وہ کب اوس آدمی کو ضرر پہونچا سکتا ہے جسکے آزار دینے کے واسطے یہ کام کیا گیا ہے۔
اور اگر ہانڈی مین ایک پُتلا بشکل آدمی بناکر اور اوسپر سیندور وغیرہ لگاکر اوسکو اوڑاوین تو اوسمین کہان سے تمیز اور قوت پرواز آوے گی کہ دشمن کا گھر پہچان کر اوسکے خاص گھر مین اور اوسی کی چارپائی پر گر کر اوسکو آزار پہونچاوے
یہ باتین ذرا بھی قریب عقل نہین اور جو بات عقل عقلا مین نہ آوے اوسپر یقین کرنا محض نادانی ہے الغرض یہ ایسی آدمی کی باتون کو درست نجانو اور دھوکا فریب نکھاؤ بلکہ دشمنون کو دوست بناکر اونکے آزار سے بچو اور ایسے باطل آدمیون کی بات نہ سُنو۔
سنہ ۱۵ ۱۸ء مین ایک شخص یہ سُنکر کہ برادر بزرگ راقم کے کسی سے آزردہ ہین اونکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین آپ کے دشمن کو بوسیلۂ جادو جسقدر تم چاہو آزار پہونچا دون یہ فدوی خُرد سال وہان موجود تھا اور یاد رکھتا ہے کہ اونھون نے جواب دیا کہ اول تو میری ایک انگلی مین درد شدید پیدا کر تاکہ مجھکو تیری بات سچّی معلوم ہو پھر واسطے تدبیر آزار دشمن کے استعانت لیجائیگی وہ شخص کچھ باتین بناکر وہانسے ٹل گیا اور پھر نہ آیا۔
سنہ ۱۸۴۴ء مین مکان بندے پر ہنگام شام ہنگامہ چند شخص کشتی گیرون کا ہوا کرتا اور وہان بارہ ۱۲ برس سے چھبیس ۲۶ برس تک کی عمر کے آدمی قریب نو یا دس ۹ ۱۰

سمجھ نہین تو کیا جانے یہ بات مشکل ہے وہ بیچارہ چپ ہوا لیکن حضرت کے چہرے پر بھی آثار خجالت تھے۔

جادو

کہتے ہین کہ جادوگر ہلاک کرنے پر کسی شخص کے یا اندھے کرنے یا کسی اور طرح کا آزار پہونچانے یا آدمی کو کسی نوع جانور مثل بیل و بکرا و توتا وغیرہ بنا لینے پر قادر ہوتا ہے اور سوا اسکے اور باتون مین بھی مثل دشمنی کرا دینے درمیان دو آدمیون یا دوست بنا دینے دو شخص متخاصم کے یا لڑائی کرا دینے زن و شوہر مین اور برف برسا دینے اور دیگر مشکل کامون مین بھی تصرف جادو کا بیان کرتے ہین۔

واضح ہو کہ یہ سب باتین دروغ مشہور ہو گئی ہین کوئی آدمی ایسی باتین نہین کر سکتا اور نہ کبھی کر سکا ہے یہ جو مشہور ہو رہا ہے کہ ملک بنگالے کی عورتین غیر ملک کے جوانون کو بیل یا بکرا وغیرہ دن مین بنا رکھتی ہین اور رات کو آدمی بنا لیتی ہین بالکل لغو ہے پہلے تو آمد و شد بنگالے کی اور وہان کا حال معلوم ہونا نہایت مشکل تھا اب تو وہان عملداری سرکار فیض آثار انگریز بہادر کی ہے ہزارون آدمی وہان کے یہان اور یہان کے وہان آتے جاتے ہین کبھی نہین سنا جاتا کہ کوئی آدمی یہان کا بنگالے مین بیل یا بکرا وغیرہ بنکر رہا ہو یہان سے کوئی بنگالی یا بنگالن کسی آدمی کو جانور بنا لیگیا یا بنا لیگئی ہو بہت سی عورتین جو بنگالیون کے ساتھ اسطرف آئی ہین کسینے کسی آدمی کو جانور نہین بنایا اور بعض کتب ناقصہ مین جادوگر عورتون کے جو قصے مرقوم ہین ایک بھی انمین سے وقوعی نہین سب بناوٹ کے ہین کیونکہ مثل منتردن کے جو پہلے باطل کیے گئے

سنہ ۱۸۷۱ء مین یہ بندہ واسطے ملاقات کے ایک امیر کے دولت خانے پر گیا
اور وہی طالب علم میرے ساتھ تھا جسکا لایقین ہوجانا منتروں سے اوپر مذکور
ہوچکا ہے جب پہونچا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص اجنبی نہایت شان و شوکت
سے مونڈہے پر بیٹھا ہوا ہے اور اوس سے مالک مکان بہت خاطرداری کے
کلام کررہا ہے تھوڑی ہی دیر مین ایک شخص معتمد امیر موصوف کا ایک تھال مین
آٹا کسی غلّے کا لایا اور اوس شخص اجنبی کے روبرو رکھکر کہا کہ یہ آٹا بموجب ارشاد
تمام بدن سے بیمار کے مل لایا اب کیا حکم ہے شخص مذکور نے اوسپر کچھہ پڑھنا
شروع کیا اور طالب علم نے مسکرانا کبھی بسبب خوف امیر کے پیچھے ہٹ جاتا تھا
اور کبھی واسطے معائنہ حال کے آگے بڑہ آتا تھا غرض جب شخص مذکور منتر پڑہ چکا
تب کہا کہ تھال اوٹھا کر لیجاؤ اور پیچھے پھر کر مت دیکھنا اور جنگل مین جہان درخت
گولر کا دیکھو تین مٹھی اس آٹے مین سے بھر کر اوس درخت پر مارو اور کہو کہ بیماری
بیمار کی تو لے اور اپنی صحت اوسکو دے اوسوقت طالب علم مذکور نے آگے بڑہ کر
عرض کیا کہ اگر حضور خفا نہون تو بندہ کچھہ آپ سے دریافت کرے شخص منتر خوان نے
یہ تو نہ سمجھا کہ یہ لڑکا مجھکو قائل کریگا مگر یہ سمجھے کہ مجھسے کچھہ اپنی رفع احتیاج کا
سوال کریگا بہت خوش ہوکر کہا کہ بیٹا کیا کہتے ہو۔
تب طالب علم بولا کہ جناب عالی درخت گولر کا کیا صاحب شعور و عقل ہوتا ہے
جو آپ کی التماس قبول کریگا اور بالفرض محال اگر وہ صاحب عقل بھی ہے تو
عقل واسطے جلب نفع اور دفع مضار کے ہے وہ کیون بیماری لیگا اور صحت دیگا
تب تو حضرت کے موش گئے اور کہا کہ تو لڑکا بہت بے ادب ہے اور بالکل تجھکو

منتر پڑہ کر اپنے کسی عضو مین سے نکالے تو مین جانون کہ منتر صحیح ہے ہوئی تو
باریک ہوتی ہے اور ملائم جگہ مین سے نکل آتی ہے یہ سنکر وہ دلمین غور
کرنے لگا اور چاقو عضو مین سے نکال نسکا تب سوچکر اوسنے سوئی کو بدون منتر
پڑہنے کے عضو مین سے نکالا تو ویسی ہی نکل آئی اور تجربہ جو باقی منترون کا کیا
بالکل جھوٹا پایا جب سے اوسکا اعتقاد ایسا پکا ہوگیا ہے کہ اس قسم کی کسی بات کو
صحیح نہین مانتا ایک شخص نہایت مشہور علم منتر نے راقم اوراق سے ایام شباب مین
کہا کہ مین تمکو منتر دست غیب کا سکھا دیتا ہون تم کیا احسان میرا مانوگے مین نے
کہا کہ مین کس لائق ہون جو آپ کی شکر گذاری کر سکون غرض اونھون نے ایک
مرغ اور سوا گز کھار وا اور اندے سیندور وکلاوہ ولونگ وغیرہ اور ایک روپیہ نقد
مجھسے منگوایا اور اپنے مکان پر لیجاکر ایک مورت بشکل عورت کسی دھات کی بنی ہوئی
نکالی اور اوسکو نہلا دھلا اور ایستادہ کر اوسکے سامنے بیٹھ کر کچھ پڑہ کر سیندور
اوسپر چھڑکا اور خوشبو لونگ وغیرہ کی اوسکے سامنے چلا کر اور اوس روپیہ کو روئی
سے پوچ کر وہ روپیہ مجھکو واپس دیا اور کہا کہ اسکو کسی چاہ مین ڈالدو یہ تمھارے پاس
آجائیگا پھر اسیطور اوس روپیہ کا پورا سودا ہو چاہو خرید اکرنا یہ تمھاری پاس آجایا کریگا
مین نے وہ روپیہ ایک چاہ مین ڈالدیا دو روز تک انتظار دیکھا وہ روپیہ میری پاس نہ آیا
تب مین نے بزور عقل سمجھا کہ روپیہ اوسنے بیشک لیا اور روئی اوسپر واسطے عدم خالصت
کھوٹے اور کھرے کے لگادی تھی اور ضرور مجھکو دغا دی جب مین اوس شخص کی پاس گیا
مجھکو دور سے دیکھکر غل مچایا کہ یہ شخص اپنے آقا پر جادو کرانے میرے پاس آتا ہے
مین نہایت گھبرایا دلمین اوسکی خوشامد کر جیون تیون واپس اپنے گھر آیا۔

آدھی رات کو پڑھے یا چند روز اس منتر کو تالاب مین کھڑا ہو کر آدھی
رات کے وقت پڑھے یا مرگھٹ مین جاکر جہان مُردے پھونکا کرتے ہین
ایک آدمی کی کھوپری مین چانول پکا کر اون چانولون پر یہ منتر پڑھے
غرض اسیطرح کی دشواریان اونکو بتا دیتے ہین اونسے یہ کار دشوار
کہ شیر مردون سے ہونا بھی یکایک ممکن نہین کب ہو سکتا ہے
اور اگر کوئی شخص ایسا ارادہ کر بیٹھا ہے تو قبرستان اور دریا اور چوراہے مین
خوف کھا کر مر جاتا ہے ورنہ دیوانہ ضرور ہی ہو جاتا ہے خدا تعالی بچاوے
صحبت سے ایسے اشخاص کے کہ خواہندۂ جان و عقل بنی آدم اپنے اندک
نفع کے واسطے ہوتے ہین سو بچنے کی بات ہے کہ علم منتر مین ایک شخص جان نام
نام قوم انگریز ہندی نژاد طنبور چیون مین نوکر تھا مشہور تھا اور سانپ پکڑنے مین
نہایت اوسکی شہرت تھی اوسنے نگارندۂ اوراق نے پوچھا کہ آپ کس منتر سے
سانپ کو پکڑتے ہین کیا انگریزون مین بھی منتر ہین اوسنے جواب دیا کہ چالاکی
اور ترکیب سے سانپ پکڑا جاتا ہے منتر بغلط ہین اور تعجب یہ ہے کہ بعض
سانپ پکڑنے والے اگرچہ چالاکی سے سانپ کو پکڑتے ہین مگر اپنے منتر کو
صحیح جانکر اول اوسکو پڑھ لیتے ہین۔

ایک طالب علم پندرہ سولہ برس کا شاگرد ایک منتر باز کا ہوا اور چار آنہ کی
مٹھائی اوسکو دیکر منتر سیکھنے لگا پہلے سوئی ہاتھ مین نکالنی سیکھا پھر
کڑھائی باندھنی وغیرہ بھی سیکھی ایک روز نگارندۂ اوراق کے سامنے
بھی اوسنے سوئی ہاتھ مین سے نکالی مین نے کہا کہ تو یہ چاقو جو رکھا ہے

سوچ اور سمجھ لین کہ اونکی گھر والیون نے ایک دوبار ذات اپنے اوپر دلائی ہے اور پھر اچھی رہین ۔

منتر

کوئی کام ایسا نہین چھوڑا جسکے روا کرنے کے واسطے منتر مقرر نکر رکھا ہو مثلاً سانپ پکڑنے اور اوسکا زہر اوتارنے اور بچھو و زنبور کا زہر اوتارنے اور کسی عورت کو فرمان بردار کرنے اور کسی امیر کو موافق راے کرنے اور کڑھائی اور توا باندھنے اور آگ نگلجانے اور ہاتھ پاؤن مین سے سوئی نکالنے اور اسی قسم کے ہزارون کار سخت و دشوار کے منصرم ہو جانیکے واسطے بلید آدمیون نے منتر مقرر کر رکھے ہین اور غضب یہ کیا ہے کہ اونکی کتابین بنا رکھی ہین اور اونسے بیوقوف اشخاص خصوصاً طفلان قریب الشباب کو پھسلاتے ہین اور اونسے شیرینی اور نقد منگا کر اپنا شاگرد بناتے ہین اور اپنی کارروائی کرتے ہین وہ بیچارے جو کچھ اونکو خواہ مان باپ سے ملتا ہے خواہ قرض خواہ چوری سے بہم پہونچتا ہو اونکی نذر کرتے ہین اور آخر کار جب منترون سے کچھ کام نہین نکلتا اپنی عقل سے خود سمجھ یا کسیکے سمجھانے سے منترون کے جھوٹا ہونے کا یقین کر کے اپنی نادانی پر بہت افسوس کھاتے ہین ۔ اور منتر سکھانے والون نے ایک غضب یہ کر رکھا ہے کہ اشخاص و اطفال مذکور پر اونکا فریب جلد نہین کھلتا کیونکہ اون منترون کی زکات ایسی مشکل کر رکھی ہے کہ وہ اونسے ادا نہین ہوتی اور اس سبب سے اوسکا تجربہ نہین کر سکتے تا جھوٹھ کھل جاوے مثلاً بتایا کرتے ہین کہ اس منتر کو سوا لاکھ بار پڑھے یا اس منتر کو اکیسو اکیس ۱۲۱ بار سات ہفتے تک جپتے رہے ہین

یقین کرتے ہین کہ فلانی دیبی یا فلان دیوتا یا میران وغیرہ کی اسکو کھوڑ ہوگئی ہے
اوسکی ذات دے آوین یہ اچھا ہوجائیگا پس گھر سے کچھ پکوان اور بعض چیزین
جو اوس دیبی یا دیوتا کی پوجا کے واسطے مخصوص ہین لیجاتی ہین اور اوپر
چڑہاتی ہین اور اس امر کو ذات دینا کہتے ہین اور اگر وہ بیماری اس عرصہ مین
بزور طبیعت دفع نہین ہوئی تو کہتی ہین ابکی بار ذات قبول نہین ہوئی دوسری بار
پھر ذات دینی چاہیے غرضکہ بیمار کے علاج سے بالکل دست بردار ہوجاتی ہین
اور بیچارے بال بچون کی جان پر بلا لاتی ہین اور اونکے گھر کے مرد بھی ایسے
بیوقوف وکودن ہوجاتے ہین کہ اس امر مین عورات کو اپنا ہادی اور پیر ومرشد
سمجھتے ہین ہرگز ایسے خیال خام سے اونکو باز نہین رکھتے۔

مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ قصبۂ بلدو مین دو لڑکے ایک بارہ تیرہ برس کا
دوسرا سترہ اٹھارہ برس کا بعارضۂ درد چشم مبتلا ہوئے اونکی دادی اور باپ
باپ نے ہرگز اونکو گھر سے باہر نکلنے نہ دیا علاج کا تو کام کیا اور ایک دو بار انکو
کسی دیبی کی ذات دینے لیگئے آرام اونکو نہوا لیکن بدولت طبیعت کچھ عارضہ
دفع ہوا اور باقی عارضے کے باعث وہ دونون چندھی ہوگئے جب میرے پاس
سبق پڑہنے آتے کتاب کو نہایت متصل آنکھہ کے لاکے پڑہتے تھے۔

جن عورتون کو تماشا و ہجوم دیکھنے کا شوق ہوتا ہے اکثر اپنے اوپر خلش میران
یا نورالدین یا کسی اور بھوت کا ظاہر کیا کرتی ہین اور اونکی ذات دینے کے
بہانے سے خوب سیر و تماشا کرتی ہین بعد ایک دو دفعہ کی سیر کے
دل بھر جاتا ہے پھر کبھی بیمار نہین بنتین اس امر کو سب میران کے ماننے والے

نگلا یا بیمار کے قد کے برابر ایک سرکنڈا شب کو اوسکے پاس رکھدیتے ہین اور
پیش از طلوع افتاب اوس سرکنڈے کو کنوین مین ڈالتے ہین اور واسطے لڑائی
کرادینے کے کسی گھر مین ایک کانٹا خاریشت جانور شہور کا اوس گھر مین ڈالتے ہین
اور واسطے زندہ رہنے اولاد کے گوشت زبان زاغ کا بچے نوزائیدہ کو کھلا
دیتے ہین یا عورت حاملہ کو بھونرا زندہ قند سیاہ مین لپیٹ کر نگلا دیتے ہین
یا کسیکے بیچارے لڑکے کو مار کر اوسکا کلیجہ عورت حاملہ کو کھلا دیتے ہین نعوذ باللہ منہا
کیا خلقت نادان ہے کہ محض اس گمان مین کہ اپنا بچہ جیتا رہیگا خون ناحق سر پر
لیتے ہین اور کسی بیچارے بے گناہ کو قتل کرکے روسیاہ ہر دو جہان مین ہوتے ہین
اور اتنا بھی نہین سمجھتے کہ موت و حیات اور صحت و تندرستی خدائے عزوجل کے
قبضۂ قدرت مین ہے اگر وہ نچاہے گا تو لڑکا ہرگز نبچیگا ہم کیون پرائے لڑکے کا
خون اپنے سر پر لیکر گناہ عظیم مین گرفتار ہون اور مقتول کے باپ و مان کو کسواسطے
مبتلاے الم دائمی کرین سواے اسکے اگر خون کرنا ظاہر ہوگیا تو بموجب قانون
پھانسی ملے گی اور یہ بھی نہین سوچتے کہ جو امر متعلق بقدرت ایزدی ہے کوّے کی
زبان کب اور کیونکر اوسکا تدارک کرسکے گی کوّا بیچارہ جبکہ زندہ ہی کچھ طاقت
کسی امر کی نہین رکھتا جبکہ وہ مرگیا تو کچھ بھی نرہا اوسکی زبان کا ٹکڑا حیات بخش اور روکا
ہوگا بلکہ اوسی زبان مین جب جان تھی تب تو بچا نہ سکی اب زبان خود بیجان ہوگئی
ہرگز عمر بخشنے والی نہین ہوسکتی اسیطرح اور ٹوٹکون کو سمجھ لو

کھوڑ ہوجانا اور اوسکی ذات دینی کا بیان

بعض مرد جاہل اور اکثر عورات کم خرد اپنے لڑکے اور لڑکیون کو بیمار دیکھکر

تمام جھاڑو اور بعضے چند سیکین کوری جھاڑو کی اور بعضے ٹھنی نیم کی اور بعضے چند پر مور کی دُم کے ہاتھ مین لیکر لڑکے کے سر کیطرف سے چھوا کر پاؤن کیطرف کو لاتی ہین اور اس اثنا مین کچھ پڑہتے جاتے ہین کئی دن تک ایسا کرتے ہین یہ عمل بھی غیر معقول ہی مثل تعویذ گنڈے کے سراپا بے اصل ہے اور چونکہ اس عمل کے معتقد اسپر قانع ہو کر بچون کا علاج ڈاکترون اور طبیبون سے نہین کراتے اونکے جگر گوشے بے موت ہلاک ہوتے ہین اس عمل کے معتقدون کو چاہیے کہ بغور تمام اور بنظر انصاف اپنے دل مین سوچین کہ جھاڑو اور مور کی دم اور نیم کی ٹھنی مین ایسی کیا قدرت اور تاثیر ہے کہ اطفال کو شفا بخشے اور جو الفاظ وہ پڑہتے ہین وہ تو کسیطرح صاحب اثر تجویز نہین ہو سکتے اگر یہ کہو کہ وہ دعا ہوتی ہے اور دعا کو خدا قبول کر کے شفا بخشتا ہی اوسکا جواب یہ ہے کہ جو اشخاص مستجاب الدعوات ہین اونکو فریب کرنے اور مور کی دم ہلانے سی کیا کام ہی۔

مجھکو خوب یاد ہے کہ لڑکپن مین ایک مرتبہ میرے پیٹ مین درد ہوا اور والدہ نے مجھکو ایک پسنہاری کے ساتھ پاس ایک فقیر کے جو ہمارے محلے مین رہتا تھا بھیجا اوسنے مور کی دم سے مجھکو جھاڑ دیا اوس سے مطلق فائدہ نہوا پھر کھاری نمک وسبوس گندم کی پوٹلی سے سینکا آرام ہو گیا۔

ٹوٹکا

واسطے دفع کرنے بیماریون اور زندہ رہنے اولاد اور لڑائی کرا دینے کے دو شخصون اور اسی قسم کی اور باتون کے عوام اور جہال نے چند باتین مقرر کر رکھی ہین اونکو ٹوٹکا کہتے ہین مثلاً واسطے دفع بیماری تپ لرزے کے جھوٹی پتلون کی دھونی دیتے ہین یا بروقت شدت لرزے کے بیمار پر رسی ڈالکر ڈراتے ہین کہ سانپ

دوا تو کنوین مین ڈال دیجاے اور لڑکے کو آرام ہوجاے سواے خوبی عقل کے اسے اور کیا کہا جاے اسی قند سیاہ وہش کو گوڑا کہتے ہین۔

اوتارا اور پریون کا بیان

جب کسی بچے کو تپ بشدت آتی ہے یا رونے بہت لگتا ہے تو سیانے بتاتے ہین کہ اسپر سایہ پریون کا ہوگیا ہے۔

کونڈے مین ایک پتلا مٹی کا بنا کر رکھو اور اوسکے سامنے چند پیسے اور شیرینی اور پان اور بتاسے رکھو اور اسکو چوراہے مین رکھ آؤ لڑکا ایسا اچھا ہوجائیگا کہ پھر کبھی یہ بیماری اسکو نہوگی جاہل لوگ ایسا ہی کرتے ہین وہ لڑکا ضایع ہوجاتا ہے کیونکہ علاج مرض تو ہوا ہی نہین وہ اچھا کیونکر ہوتا۔

مشہور ہے کہ جو کوئی اس اوتارے کو نا نگھ جائیگا یا اسمین سے کچھ اوٹھالیگا وہ مرجائیگا یا اوسکے گھر کوئی بیماری سخت پیدا ہوگی یہ سب غلط ہے اوسکو لوگ اوٹھاکر اپنے تصرف مین لاتے ہین یہ بات امتحانی ہے۔

پریون کا وجود دور از قیاس ہے اور ہرگز اونکا ہونا ثابت نہین اکثر انگریزی سیاحون نے تمام روی زمین کی سیر کی ہے مگر کسی نے آجتک نشان نہین دیا ہے کہ پرستان جو مشہور ہے فلانی ولایت مین ہے اور اوس ملک مین سلطنت فلان بادشاہ کی ہے پس عالم پرستان کیونکر صحیح جانا جاے بعض کتب مثل قصۂ حاتم و بدر منیر و بہار دانش وغیرہ مین جو حال ہے وہ محض باطل و لغو واسطے تعجب انگیزی اور حیرت افزائی اور دل لگی کے ہے۔

جھاڑنا

مرض چیچک و درد چشم وغیرہ مین اکثر سیانے بچون کو جھاڑا دیتے ہین یعنے بعضے

اسی سے بعض اچھے ہوجاتے ہین اور بعض مرجاتے ہین اچھے ہونیوالے اور بیمارون سے کہہ دیتے ہین کہ فلانا شخص نہایت کامل ہے۔

آنکنا

اکثر لڑکے لڑکیون کو جنھین کسی قسم کا پھوڑا پھنسی نکل آتی ہے پاس آنکنے والونکے لیجاتے ہین وہ ایک چاقو ہاتھ مین لیتے ہین اور اوس پھوڑے پھنسی یا ورم پر کچھ پڑھ کر اوس چاقو سے زمین پر لکیرین لگاتے ہین اور اونکو پھر اوسی چاقو سے کاٹتے ہین اور کہتے ہین کہ جاؤ اسکو آنک دیا بیمار اچھا ہوجائیگا۔

اگر مادہ بیماری کا کم ہوتا ہے تو پھوڑا آرام پا جاتا ہے اور جاہل لوگ جانتے ہین کہ آنکنے سے بیماری زائل ہوگئی اور اگر مادہ زیادہ ہوتا ہے تو بیماری زیادہ ہوکر ہلاک کر ڈالتی ہے مگر بعض لوگ ایسے غافل اور بے عقل اور کج فہم ہوتے ہین کہ اتنا نہین سوچتے کہ پھوڑے پھنسی کا علاج ضماد وغیرہ ہے ان لفظون سے جو اسنے لبون مین کہی اور چاقو سے لکیرین زمین پر نکالین اور کاٹین تو پھوڑی پھنسی پر اسکا کیا اثر ہوا نہ اوسکو گرمی پہونچائی نہ سردی اور نہ اوسکو ملائم کیا اور نہ اوسکی کھال کو کاٹ اوسمین مونھہ بنایا جو اوسمین سے مواد نکل جاتا۔

گوڑا

جب لڑکا کسی عارضہ مین مثل تپ شدید یا سرسام یا قلاع دہن وغیرہ کے مبتلا ہوجاتا ہے تب اوسکے مان باپ اوسکو سیانے بلاکر علاج کراتے ہین وہ بیچارا تو جانتا ہی نہین ہے ناچار بتاتا ہے کہ قدرے قند سیاہ یعنے گڑ اور اندکے ماش یعنے اُرد اسپر سے اوتار کر کنوین مین ڈال آؤ یہ اچھا ہوجائیگا سبحان اللہ

توگرم دواوین بیماری نہین جاتی اور دوا کی تاثیر ظاہر تر ہے کہ اگر تم سونٹھ کھلاؤ گے
تو بلاشک گرمی کرے گی اور کافور دو تو فی الفور اوسکو سردی ہو جاے گی اگر
فصد اور جونک اور پچھنے لگاؤ گے تو فوراً خون نکل آیگا اور مسہل دو گے تو دست آنے لگین گے
بھلا ایک ڈورے مین جسپر چند لفظ بے جوڑ کسی بھڑبھونجے یا مالی یا جوگی وغیرہ
ناخواندہ نے پڑہ دیے ہین کب یہ اثر ہو سکتا ہے یا تعویذ سے کب یہ فائدہ متصور ہے
ظاہر ہے کہ ظہور کسی امر کا کسی چیز سے بدون وسیلہ نہین ہو سکتا مثلاً لوٹے سے پانی
کسی کنوین سے جب نکال سکتے ہو کہ اوسمین رسّی بندھی ہو کیونکہ رسّی کنوین سے
لوٹے کو نکال سکتی ہے اسیطرح کوئی شے تعویذ یا گنڈے مین ہونی چاہیے کہ وہ خیر ہماری کو
بدن مین سے نکالکر باہر پھینک دے اگر تم کہو گے کہ تعویذ اور بیماری مین واسطہ
حروف یا منتر یا حروف کا ہے جو اوسمین لکھے ہین تو ہم کہین گے کہ یہ بات ہرگز
درست نہین کیونکہ منتر یا تعویذ عبارت اونھین حروف سے ہے جو لکھے یا پڑھے گئے
نہ صرف کاغذ سے منتر تو جب پڑہنے والا پڑہ چکا تمام ہو گیا اور حروف اور ہندسے
تعویذ مین لکھے رہے وہان سے ہرگز کوچ کرکے بیماری تک نہین جاتے کہ اپنا اثر
ظاہر کرین برخلاف دوا کے کہ جسوقت دوا پلائی گئی معدے مین جاکر یگی اور جگر
وغیرہ مین خون بنکر سارے بدن مین یا خاص کسی عضو مین بمدد طبیعت کہ ایک قوت
مدبرہ بدن انسان ہے پہونچ جاتی ہے ایک منتر پڑہنے والے سے اور مجھسے
کمال دوستی تھی اوس سے پوچھا کہ تم کیا پڑھا کرتے ہو ہنسکر کہنے لگا کہ مجھکو کچھ
نہین آتا لیکن خلق نے مجھکو نہایت کامل جانکر تنگ کر رکھا ہے مین صرف لبون سے
آہستہ آہستہ یہ کہدیتا ہون (جھاڑا کرون جھپاڑا کرون مرجاہی تو مین کیا کرون)

غافل سوگیا اور دو تین گھڑی دن چڑھے تک سوتا رہا چونکہ وہ جوان مکان سے نہ نکلا تھا اہل محلہ اور اور براتیون نے یقین کیا کہ اوسکو کسی بلا نے مار ڈالا اور دروازے پر آکر غل مچایا کہ کواڑ کھول وہ جوان دور سوتا تھا آواز نہ سُنی تب تو سب گھبرا گئے اور نجار کو بلا کر دروازہ توڑ کر مضطربانہ گھر مین گئے تب وہ اونکی آہٹ سے جاگا اور ہنسنے لگا کہ ناحق مکان کو بزدلون نے بدنام کر رکھا ہے۔

اسیطرح سے ایک صاحب چاندپور سے نہٹور مین اپنا مکان چھوڑ کر جا بسے ہین کیونکہ اوس مکان مین دو چار بچانے اونکے بیمار ہوکر انتقال کر گئے ہین افسوس ہے کہ اتنا نہین سمجھتے کہ اگر بچانے اونکے بسبب نحوست مکان کے مری تو وہ خود کیون بچ رہے

گنڈے اور تعویذ کا ذکر

ایک ڈورے مین چند گرہ لگا کر اور اوسپر کچھ پڑھ کر واسطے دُور ہونے بیماریون جسمی اور دفع بھوت وجن کے دیا کرتے ہین نام اوس ڈوریکا گنڈا ہے۔

اور ایک کاغذ پر کچھ ہندسے لکھدیا کرتے ہین اوسکا نام تعویذ ہے اور کہتے ہین کہ اسکو ڈورے مین باندھ کر یا چاندی یا تانبے مین منڈھوا کر بازو مین باندھو یا گلے مین ڈالو اس سے مرض جاتا رہے گا۔

ای عزیزو ذرا برای خدا غور کرو اور اپنے لڑکے بالون اور خویش اور یگانون کے خود قاتل نہ بنو اور عذاب ابدی آپ اپنے سر پر نلو سمجھ لو کہ اطبای یونان و حکمای انگریز اور بید ہندی سب متفق اس امر پر ہین کہ بیماریان کمی و بیشی گرمی و سردی و خشکی و تری یا فساد اخلاط سے ہوتی ہین۔

جبتک تعدیل اونکی اسطرح نہو کہ اگر گرمی زیادہ ہوگئی ہو تو سردو ائین دین اور اگر سردی زیادہ ہوگئی ہو

اوٹھر گئے تو ایسا مشہور ہوا کہ اسمین بھوت رہتے ہین اور خود صاحب مکان متوفی
جال کرچ باندھے ہوئے راتون کو مکانمین پھرتا ہے بسبب اس شہرت کے
پھر کسینے وہ مکان کرایہ کو نہ لیا اور وہ مکان قفل بند پڑا رہتا تھا کبھی کبھی ہولکے
راگ ورنگ کے جسمین صدہا آدمیون کا ہجوم ہوجاتا ہے کام آتا تھا۔
اتفاقاً اوس محلے مین برات آئی صاحب شادی برات اوترنے کے قابل مکان نہ کھتا تھا
اور اوس مکان کو بسبب مسکن جنات کے پسند نکیا غرض دو دو چار براتی محلی والون
کے گھرون مین اوتار دیے اور بھلیان اور سواریان بھی اسیطرح کھڑی کرادین ایک
بھلبان کو اچھی جگھ نملی وہ بھلبان نہایت دلیر اور جہان دیدہ تھا اوسنے ضد کی
کہ مین اسی مکان مین رہونگا بھوت پریت جو اسمین ہونگے اونکو دیکھ لونگا غرض
محلے والون نے بہت منع کیا وہ اوسی مکان کو کھلوا کر بلاخوف مقیم ہوا سب ہمراہی
اور ساکنان محلہ اوسکی جوانی پر رحم کھاتے تھے اور اوسکی زندگانی سے بے توقع
ہوگئے القصہ وہ جوان رستم دل رات کو تنہا اوس مکان مین رہا جبکہ قریب نصف
شب کے گذر گئی صحن مکان مین بلیان آکر رونے لگین اور خوب شور کیا وہ جوان
سوتے سے جاگا اول تو ڈرا کہ شائد کہنا ہمسایون کا درست ہوا کہ بلائین قالب مین
بلیّون کے متمثل ہوکر قصد مجھپر رکھتی ہین پھر ازراہ جوانمردی سوچا کہ مین تین چار
آدمیون سے کہ ہاتھ پاؤن درست رکھتے ہون مقابلہ کرسکتا ہون دو بلیّون سے
سے کیون ڈرون اگر بالفرض یہ آدمی بھی بنگئین تو بھی انکی کیا حقیقت ہے آخر کار
یہ سوچکر اور لٹھ ہاتھ مین لیکر اوٹھا اور طرف بلیّون کے حملہ کیا وہ بلیان بھاگ کر
دیوار پر چڑھ گئین پھر وہان اوسنے کچھ نہ دیکھا مگر بہت دیر تک جو جاگا آخر شب

واضح ہو کہ فقط بھوت ہی نظر نہین آیا کرتا بعض دفعہ حسب مادّہ و تصرف قوت ہوا
اور اشکال مثل آدم بے سر جسکو بے سر امشہور کرتی ہین اور شکل گاؤمیش جسکو بھینسا سر کہتے ہین
اور مانند اسکے نظر آتے ہین چنانچہ ایک طالب علم بعد دینے امتحان کی واسطے داخل ہونیکے
رڑکی کالج مین جاتا تھا ہمراہ اوسکے اوسکا مامون اور ایک بھٹیارا جسکا ٹٹو کرایہ کا
تھا اور ایک دو راہ گیر بھی تھے یکایک ایک جنگل بیہڑ مین اوسکو شیر نظر آیا اور نہایت
خوف کھایا کہ لگام تو ٹٹو کی کھینچ لی اور از خود فراموش ہو گیا پیچھے سے اوسکے
مامون نے آواز دی کہ ٹٹو کیون روکا وہ تو بیخود ہو گیا تھا جواب کون دے
غرضکہ اوسکے مامون نے نہایت اضطراب سے دوڑکر اوسکو ہاتھ لگاکر کہا کہ کیا
حال ہے جواب دیا کہ وہ شیر کھڑا ہے اتفاقاً یہ بھی گھبرایا ہوا تھا ہوش ہوا اس
ٹھکانے نتھے اودھر جو دیکھا تو اوسکو بھی شیر نظر آیا تب تو ناچار پیچھے کو ہٹنا
شروع کیا اسی عرصہ مین بھٹیارا اور راہ گیر آگئے اونھون نے باعث
پھرنے کا پوچھا تو کہا کہ آگے شیر مونھ کھولے کھڑا ہے اس راہ سے جانا مناسب
نہین ہے اور رستہ سے چلین گے اور انکو اشارے سے بتایا کہ وہ ہے اودھر
دیکھیے تینون شخصون نے قہقہہ مارا اور کہا کہ تم بڑے نادان ہو یہ تو ایک جھاڑ ہے
جب اودھر کو دل جمع کرکے غور کیا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت شیر نہین ہے نہایت اپنی
ناتجربہ کاری پر افسوس کرتے ہوئے آگے بڑھے۔

شہر شاہجہان آباد مین ایک مکان کسی امیر کا بہت وسیع اور فراخ تھا اوسمین
جو کرایہ دار تھوڑے عیال کے ساتھ جا بستا تھا کوئی لڑکا یا عورت کسیوقت
تنہائی مین ڈر جاتا تھا بلکہ بعض بیمار بھی ہو جاتا تھا کئی ایسے کرایہ دار جو اوسمین سے

بھوت بھاگتا ہے لیکن یاد رہے کہ مکر کا بھوت بھاگتا ہے نہ خلل دماغی کا اگر کسیکو بھوت چمٹا ہو تو بقدر مناسب اوسکو مارین اگر بھوت مکر کا ہوگا تو بھاگ جائیگا ورنہ اور علاج دماغی کرین۔

ایک شخص نہایت عقیل و صاحب علم موسم گرما مین ہنگام دوپھر اپنے پلنگ پر استراحت فرماتے تھے اور فرصت غنیمت سمجھکر مطالعہ کتب مین مصروف تھے چلمنین چھوٹی ہوئی تھین اور خدمتگار باہر اوس مکان سے اور مکان مین واسطے خدمت کے بیٹھا ہوا تھا یکایک اون صاحب کو کیا دہیان بندھا کہ ایک شخص نہایت بدشکل کریہ منظر دیوار سے چمٹا کھڑا ہے ہرچند دل کو سمجھاتے تھے کہ یہ وقت دوپھر ہے کسیکے تشریف لانے کا وقت نہین ہے سوائے اسکے نوکر بیٹھا ہوا ہے اگر کوئی آتا تو وہ خبر کرتا یہ کچھ خیال باطل بندہ گیا ہے مگر قوت واہمہ نے زور کیا اور خلل دماغ نے شور کہ اوس شکل سے بہت خوف کھاکر چیخ پڑے اور نوکر دوڑا اور کہا کہ حضرت خیر تو ہے کیا آپ نے کوئی خواب خوفناک دیکھا ہے نوکر کی آواز سے ہوش مین آکر فرمایا کہ مجھکو ایک بھوت یا جن فلان دیوار کے متصل نظر آیا تھا مگر جب تیری آواز سُنی وہ بھاگ گیا نوکر نے جو اودہر نگاہ کی تو کہا کہ واہ جناب آپ اپنے انگرکھے سے خوف کھاگئے کہ وہ واسطے خشک کرنے پسینے کے کھونٹی پر لٹکا دیا ہے اور آستینین اوسکی پھیلی ہوئی ہین اونھون نے کہا کہ سر کہان سے نظر آتا تھا نوکر نے کہا کہ اوس کھونٹی کے اوپر کے طاق مین کرۂ آہنی رکھا ہوا ہے یہ سب چیزین ملکر ایک پیکر مہیب بنگئی ہوگی تب حضرت بہت شرمائے اور یہ حال مجھسے خود بعد چند روز کے بیان کیا۔

تو مجھکو اطلاع کرنا کہ مین دیکھون کہ بھوت چمٹی ہوئی عورتین کیا کیا باتین کرتی ہین
غرضکہ ایک روز حالت شدت بیماری مین میرے اوستاد میرے ساتھ وہان
تشریف لیگئے عورت نے دیکھتے ہی اونکا نام لیکر پکارا اوستاد نے پوچھا کہ تو
کون ہے اوسنے کہا کہ مین موہن لال ہم سبق تمھارا ہون اور فلان کتاب ہم
تم نے ایک روپیہ چھہ آنے کو بشراکت خریدی تھی تمکو یاد ہوگا یہ سنکر مجھی اور میرے
ہمراہیون کو یقین ہوگیا کہ بلاشک اسکو بھوت چمٹا ہے ورنہ اس عورت نے
کبھی اوستاد کو نہین دیکھا کیونکر پہچان لیا مگر اوستاد نے ہرگز یقین نکیا اور کہا
کہ یہ عورت چالاک معلوم ہوتی ہے کہین کسیطور سے اسنے ہمکو دیکھا ہوگا یا طور و
ترکیب میرا موہن لال سے سنا ہوگا کہ وہ اسکا ہمسایہ ہے یہ کہکر اوس عورت سے
پوچھا کہ تو موہن لال میرا ہم سبق ہے تو مجھسے انگریزی مین ہم کلام ہو اور کچھہ
انگریزی بول وہ عورت ہوش مین آکر کہنے لگی کہ یہ چند اشخاص کون ہین اور
کیون یہان آئے ہین۔

ایک روز مدرسہ مین ایک لڑکے نے آنکھین اور چہرہ سرخ کرکے حرکتین ایسی
کرنی شروع کین جنسے معلوم ہوتا تھا کہ اسکو بھوت لپٹ گیا ہے اور دیگر طلبا نے
جو اوس سے پوچھا تو کون ہے بیان کیا کہ مین نورالدین ہون چونکہ اوس
قصبے مین نورالدین بھوت مشہور ہے طلبا گھبرائے اور مجھسے کہا کہ فلان درجہ کے
طالب علم کو نورالدین چمٹ گیا ہے یہ سنکر مین جو اوسکی طرف گیا تو مجھے دیکھکر لگا
اوزگاہ قہر سے دیکھنا شروع کیا مین نے اوسیوقت دو تین طمچیان زور سے
مارین تو رو کر کہنے لگا کہ مجھکو کیون مارتے ہو مین بے قصور ہون سچ ہے کہ مار کے آگے

نجارون وغیرہ بے علم اشخاص اور بعضے پڑھے ہوون سے کہ تعویذ گنڈے سے
اپنی اوقات بسر کرتے ہین کراکر اکثر بیمارون کو ہلاک کرواڈالتے ہین۔
نہایت غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ بھوت درحقیقت فساد قوت متخیلہ سے معلوم ہوتے ہین
بجز خلل دماغی اور کوئی بات نہین اور عورات بدکار اور اطفال شریر مکر سے بھی اپنے اوپر
بھوت چمٹا ظاہر کرتے ہین۔
ایک عورت نے مشہور کیا کہ اوس شخص کو بھوت چمٹا ہے ہزارون طرح کی خرابیان
پیدا کین سیانے عامل بہت سے آئے کوئی علاج اوسکو کارگر نہوا مین نے ایک روز
اپنے ایک دوست کے سامنے یہ بیان کیا اوسنے کہا کہ اگر اوسکے والی وارث
کسی مُسن شخص کو عامل مشہور کرین اور اوسکو نہایت تعظیم و تکریم سے گھر لائین اور
وہ عامل ایک پھول اوس عورت کے سر پر رکھکر سونگھے اور پھر کہے کہ مجھکو علم سے
معلوم ہوا کہ اسکو ہرگز بھوت نہین چمٹا یہ فریب کرتی ہے اور اگر اسکو بھوت چمٹا ہے
تو اوسکے پانون مین ایک تکلا آگ پر گرم کرکے ٹھونک دو اگر بھوت ہوگا تو اوسکو
کچھ آزار نہ پہونچے گا۔
القصہ یہی تدبیر کی گئی جب عورت نے وہ تکلا گرم دیکھا کہ لوگ اوسکے پاؤن مین
ٹھونکے ہی دیتے ہین جھٹ دو تین ہچکیان لیکر ہوش مین آکر کہنے لگے کہ اب
مجھسے بیماری دور ہوگئی اور اگر پھر ہو تو تمکو اختیار ہے غرضکہ اوس روز سے
پھر چالیس برس تک ہمنے سُنا کہ وہ عورت بعارضۂ آسیب بیمار نہوئی۔
ایک اور عورت نے بھوت چمٹنے کے آثار ظاہر کیے بندے کے اوستاد نے
کبھی اس قسم کا بیمار نہ دیکھا تھا اونھون نے بیان کیا کہ جسوقت اس عورت پر بھوت آئے

بڑا صاحب کرامات جانکر اور دوشالہ اور کچھہ نقد بھی دیکر رخصت ہوے بعد چند روز کے یہ فدوی غیبت مین میر صاحب کے اوس کوٹھری مین گیا بہت جستجو کی کہ یہ چیزین جو میر صاحب اسمین سے لے آتے ہین اوسکا رکھنے اور چھپانیکا موقع کہان ہے کچھہ حال نکھلتا تھا یکایک کواڑ کو جو بند کیا تو کیا دیکھتا ہون کہ کواڑ کے پیچھے آثار مین ایک بہت بڑی جاہ خالی ہے اور اوسمین انار اور پستے اور بادام اور چند طرحکی چیزین رکھی ہوئی ہین تب مین سمجھا کہ حضرت کا کوئی واقف کار بصورت اجنبی تماشا دیکھنے والون کے آجاتا ہے کسی ایسی ہی چیز کا نام لے دیتا ہے جو یہان موجود ہے درینولا ایک شخص بمقام ہلدور آیا اور اوسنے اپنے تئین سوا اور کمالون کے دست غیب مین نہایت مشہور کیا اور ایک ہاشندۂ ہلدور کے گھر ہنگام شب کوزہ مصری کا منگایا حاضرین نے بہت تعجب کیا اور اوسکو کھا کر دیکھا تو فی الحقیقت مصری تھی راقم نے یہ بات سُنی تو وہان کے حاضرین سے پوچھا کہ کس طرح پر اونھون نے کوزہ مصری کا منگایا تھا کہا کہ ایک چادر سفید بچھائی تھی اور کچھہ منتر پڑہا اور بعد تھوڑی دیر کے چادر کے نیچے سے مصری نکلی بندے نے کہا کہ تم سب حاضرین مین سے کوئی شخص اوسکا شریک ہوگا اور متصل چادر کے بیٹھا ہوگا اوسنے مصری رکھدی تو کی اگر میرے سامنے ایک بتاسا بھی اونسے منگوا دو تو مین دس روپیہ دون غرضکہ یہ بات مشہور ہوتے ہی شخص مذکور وہان سے گریزان ہوا۔

بھوت پریت کا بیان

یہ بات ہندوستان مین نہایت مشہور ہے کہ فلانے کو بھوت لپٹا ہے یا فلانا شخص مرکر پریت بنگیا ہے اور اونکے معالجات بھگت بھونجون اور مالیون اور

دست غیب

بعض اشخاص اپنے تئین مشہور کیا کرتے ہین کہ ہم غیب سے چیزین جو چاہین منگا لیتے ہین خواہ روپیہ خواہ میوہ خواہ اور کچھہ نادان رئیس و تونگر اونکی نہایت خاطر داری و تواضع کرتے ہین اور اتنا نہین سوچتے کہ یہ شخص اگر ایسا ہوتا تو آج دولت و حشمت مین کم قارون و سلیمان سے نہوتا اور کیون حالت درویشی سے یا صورت سوال بنکر ہمارے پاس آتا غرض کہ اس معاملہ کو خوب غور کرکے دیکھا تو سوائے چالاکی اور فریب اور شریک کر لینے ایک دو مصاحب و یا خادم اوسی امیر کے اور کچھہ بات نہین۔

عرصہ پچاس برس کا گذرا کہ شاہجہان آباد مین بمحلہ کوچہ گھاسی رام ایک شخص میر مظفر علی نام علم دست غیب مین نہایت مشہور تھا اور فدوی بھی اونکے گھر واسطے تحصیل علم فارسی کے جایا کرتا تھا ایک روز اونکے گھر پانچ چھہ آدمی ایک امیر مسافر کو واسطے تماشا دیکھانے کے لائے اور اونمین سے ایک نے کہا کہ میر صاحب آپ تھوڑی سی چیز تو دست غیب سے منگا لیتے ہین آپ کا علم ہم جب جانین کہ آج ایک ٹوکرا بھرا ہوا گلگلون کا منگا لین میر صاحب موصوف نے کہا کہ فلان کوٹھری مین تم سب جاکر اول دیکھہ آو کہ یہ کوٹھری صاف پڑی ہے ایک تنکے تک کا بھی نشان اسمین نہین ہے اور میرے موکل اس کوٹھری مین رہا کرتے ہین وہ سب لوگ جاکر اوسکو دیکھہ آئے وہ کوٹھری بالکل صاف تھی تھوڑی دیر مین جو میر صاحب گئے اوسی کوٹھری مین سے ایک ٹوکری گلگلون سے بھری ہوئی اوٹھا لائے یہ بات دیکھکر وہ لوگ متعجب ہوئے اور وہ امیر مسافر میر صاحب کو

وہ گھانس یا ساگ جسمین وہ تار چھپا لاے ہین رکھکر آگ روشن کروا دیتے ہین
پارا تو اوڑ جاتا ہے اور گھانس جل جاتی ہے ساگے کی لاگ سے وہ تار پگھل کر
چاندی کی ٹکیا بنجاتا ہے چونکہ حقیقت مین وہ چاندی ہوتا ہے بازار مین فروخت
ہوجاتا ہے یا سونے چاندی کے بہت چھوٹے چھوٹے ریزے کسی چیز سے رنگ کر
رکھہ مین ملا لاتے ہین اور اوسکو خاک اکسیر بیان کرکے فریب دیتے ہین اور سوا اسکے
بہت سے ہتھہ کھنڈے اونکو یاد ہوتے ہین۔

ایک خانصاحب نہایت عقیل قصبۂ حسن پور علاقۂ مراد آباد مین تھے اونسے ایک روز
ذکر کیمیا گرون کا آگیا اونھون نے فرمایا کہ اگر جست اور تانبا ملکر زرد نہو جاتا تو فریب
کیمیا گرون کا بہت کم کارگر ہوتا یہ کمبخت کسی تدبیر سے تھوڑا سا جست اور تانبا ملا کر
امیرون کو دکھاتے ہین اور کہتے ہین کہ کچھہ رنگت آگئی ہے مگر ایک آگ کی کسر رہ گئی ہے
ابکی انشاء اللہ تعالیٰ خالص سونا طیار ہوجائیگا۔

ایک نہایت مشہور کیمیاگر جسنے اکثر راجاؤن اور امیرون کو فریب دیے ہین میرے
پاس تشریف لائے اور اپنے رومال کی گرہ کو بار بار سنبھالتے تھے مین نے
پوچھا کہ حضرت اسمین کیا ہے نہایت احتیاط سے ایسی باتین کین جن سے معلوم ہوا
کہ چاندی بنی ہوئی ہے غرضکہ مجھکو دکھائی مین نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو سیرون
چاندی سونا بناتے ہین یہ مجھکو عنایت کیجیے کہنے لگے کہ یہ تو اور شخص کو دیکھانے
لیے جاتا ہون تمکو سیر بھر کل پرسون بنوا دونگا فدوی نے کہا کہ مین تو اتنے ہی پر
قانع ہون مجھکو اور نہین درکار الغرض بہت شرمائے اور کہنے لگے کہ منشی صاحب
خدا نے ہمارا رزق یون ہی مقرر کیا ہے تم مہربانی کرو اور پردہ فاش نکرو۔

نیچے کو لنڈھک آیا پھر جبکہ پنڈت جی تھوڑی دیر کے واسطے آگ سلگانی گئے تھے اوس گولے کو اوٹھا لائے تھے اتنے عرصے مین کب گمان ہو سکتا تھا کہ آگ بھری ہوئی بھٹی مین سے گھڑا نکالا اور اوسکو سرد کرکے کھولا اور اوپر سے تانبا ہٹا کر گولا گرم نکالکر ٹھنڈا کرکے اوٹھایا ہو یہ فریب کب معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ خود بخود نکل پڑا اور ٹھنڈا ہوا ہوا یا رکھا ہے۔

یہ سب ماجرا راقم کے روبرو ہوا ہے اور جو اور فریب کیمیا گرون کے سُنے ہین بقول شاعر ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ اونکا لکھنا باعث طول ہے راقم نے اپنے بڑے بھائی لالہ مٹھن لال سے جنھون نے ۳۵ سال تک کیمیا کی تلاش فقیران قرب وجوار و درویشان کوہسار سے کی تھی اور آخر کو اپنی محنت اور زر خرچ کرنے پر افسوس کیا پوچھا کہ پیشتر تو کیمیا گر رتّی دو رتّی یا ماشی دو ماشے چاندی بنا کر کیون فریب دیتے ہین اور زیادہ نہین بنا دیتے اسکے جواب مین فرمایا کہ عزیز من فریب رتّی یا ماشے کا دینا بہت آسان ہے اور اتنا اپنا نقصان اوٹھا کر پھر کیمیا گر بہت کچھ نفع حاصل کرتے ہین انسان کو لازم ہے کہ اونکی رتّی و دو رتّی کا تماشا دیکھ لے اور زیادہ نہ بنوائے بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئین کیمیا گر ظاہر کرے اوسکو پاس نہ آنے دے اس فرقے کے فریب بڑے بڑے ہین فوراً سمجھ مین نہین آسکتے۔

مثلاً کیمیا گر کیا کام کرتے ہین کہ کسی گھانس یا ساگ کی ڈنڈی مین ماشے یا آدہ ماشے چاندی کا تار پرو لاتے ہین اور امیرون سے کہتے ہین کہ آپ پہلے ہمارا تجربہ کر لین اور اونسے کسی ظرف مین اوتنا ہی پارا گندھک سہاگا وغیرہ رکھوا کر اوپر اوسکے

وہ گھانس

کشمیری صاحب نے کہا کہ آپ اسیوقت کہ ساعت سعید ہے ایک ڈہولنا
کہ بصورت استوانہ ہو ایک تولے سونے کا بقدر تین انچہ لنبا بنوا منگائیے
ہم اوسپر ایک منتر پڑہین گے وہ اوس منتر کے زور سے لڑھکتا ہوا جہان
پنڈت جی بیٹھے ہین پہونچ جائیگا آپ مع چند آدمی کے اوس ڈہولنے کے
پیچھے پیچھے جائیے گا اور اونکو گرفتار کر لیجیے گا۔
یہ سنکر راؤ صاحب خوش ہوئے اور جلد ڈہولنا بنوا منگایا اوس کشمیری نے
اوسکو ہاتھہ مین لیکر کچھہ منتر پڑہ اور اوسپر کچھہ لکھکر کہا کہ ڈہولنا دیر مین
بنکر آیا ساعت ٹل گئی سہ پہر کے وقت پھر ساعت آئے گی تب اسکو
روانہ کرین گے اسکو آپ رہنے دین غرض اونکو وہ ڈہولنا دیکر تینون
شخص رخصت ہوئے سہ پہر کو راؤ صاحب نے بہت راہ دیکھی کشمیری صاحب
نہ آئے تب ایک شخص نے کہا کہ آپ اوس ڈہولنے کو بغور دیکھیے ایسا نہو
کہ رمّال صاحب بھی ہتھا پھیر گئے ہون غور کر کے جو دیکھا تو فی الحقیقت ڈہولنا
پیتل کا تھا اور اصلی رمّال صاحب بدل لیگئے تھے یہ ماجرا دیکھکر بہت ہی
رنجیدہ ہوے اور نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ کا نقشہ ہوا۔
حکمت پنڈت جی نے یہ کی تھی کہ اوس گھڑے کی پیندی تراش کر
پھر لاکھہ سے جوڑی تھی تاکہ آگ کی گرمی سے لاکھہ پگھل کر جوڑ کھل جاوے
اور وزن سے تانبے کے گولا دبکر نیچے آپڑے اور اوس جوڑ پر منتر کے
بہانے سے شنگرف سے اسطرح حروف لکھے تھے کہ نشان جوڑ کا مٹ گیا تھا
جب اوس مقام کو ذرا گرمی پہونچی جوڑ کھل گیا اور اوپر کے دباؤ سے گولا زر کا

غرضکہ راؤ صاحب نے اوس مجرے کو مقفل کرکے وہین پلنگ بچھوا کر خوشی سے آرام فرمایا علی الصباح اوٹھکر مارے خوشی کے خود در حجرہ وا کیا تو کیا دیکھتے ہین کہ بھٹی مین جو دو دکش سوراخ تھا اوسکی راہ سے تمام برادا تانبے کا باہر نکلا پڑا ہے پھر جو گھڑے اور بھٹی کو ٹٹولا تو نشان زر کے گوبے کا نتھا یہ دیکھکر نہایت بدحواس ہوئے اور اپنی نادانی پر بہت نفرین کرتے تھے ناچار چند آدمی پنڈت جی کی تلاش کو ادھر اودھر بھیجے مگر پنڈت جی کا کچھ پتا نہ لگا۔

رمّال کا فریب

جب چند ساعت مین یہ خبر مشہور ہوگئی کہ راؤ شیوجی صاحب کا بہت سا مال ایک کیمیاگر دغا دیکر لیگیا تین شخص جسمین ایک نہایت معمّر قوم کا کشمیری اور دو بہ نسبت اوسکے کم عمر تشریف لائے اور روبرو راؤ صاحب کے بہت افسوس کیا کہ اسقدر مال آپ کا مفت ضایع ہوا اور کہا کہ یہ کشمیری صاحب فن رمل مین نہایت مشاق ہین مال اور مردم غائب شدہ کا فوراً پتا اور مقام بتا دیتے ہین ہم کہ آپ سے نہایت اتحاد دلی رکھتے ہین اور یہ کام بہت جلدی کا ہے انکو ساتھ لیتے آئے ہین راؤ صاحب نے اس مقولے کو فراموش کرکے کہ انچہ از دزد ماند رمّال برد کشمیری صاحب سے قرعہ پھکوایا اونھون نے ایک زائچہ کھینچکر بعد غور تمام فرمایا کہ پنڈت جی مع مال ابھی شہر کے اندر ہین اگر آپ تدبیر کرین تو جلد دستیاب ہوسکتے ہین راؤ صاحب نے بہت ممنونی اونکی ظاہر کرکے کہا کہ آپ تدبیر بتائین تو مجھکو اوس کے کرنے مین کچھ تامل نہوگا۔

اوسپر رکھدو اور مونھہ گھڑے کا خوب تارون سے باندہ دو۔
القصہ یہ سب باتین ایسی عجیب و غریب تھین کہ کسیکو گمان نرہا کہ یہ
زر اس گھڑے مین سے کہ آگ پر رکھا جائیگا فوراً نکل آئیگا بعد اوسکے
پنڈت جی نے اپنے ہاتھہ سے ایک بھٹی طیار کی جسکا ڈول بشکل مخروط
ناقص تھا یعنے اوپر سے چوڑی نیچے سے تنگ تھی اور اوسکے نیچے
ایک سوراخ فراخ بھی رکھا کہ دُھوان نکل جاے پھر اوس بھٹی مین اُپلے
بھروا کر اور اوسمین گھڑا جسمین سب مال تھا رکھوا کر ہلکی ہلکی آنچ کروادی جس
کوٹھری مین یہ سب ہوا تھا اوسمین اور اَور کئی درجون مین دھوان بھر گیا
اور لوگون کے آنکھون سے آنسو بھنے لگے اوسوقت پنڈت جی کہتے تھے
آگ کم کرو کبھی کہتے تھے زیادہ اس قیل و قال مین آپ بھی اوٹھکر ایک بار
آگ درست کرکے باہر آبیٹھے اور چکنی چپڑی باتین کرنے لگے پھر
رفع احتیاج کے واسطے بیت الخلا گئے ذرا دھیان بٹا تھا کہ پنڈت جی
غائب ہوگئے ملازمان راؤ صاحب نے اِدہر اودہر دیکھا پنڈت جی کا
نشان نپایا اوسوقت راؤ صاحب اور چند اَور آدمی کہنے لگے کہ اس گھڑیکا
مونھہ تارون سے بندھا ہوا ہے اور سونے کا گولا سب مصالح کے نیچے
دبا ہوا ہے اور سواے اسکے آگ بہت دیر سے جل رہی ہے اور پنڈت جی
صرف ایک بار آگ درست کرنے گئے تھے سو فوراً نکل آئے کچھہ دیر نہین لگی
یہ ممکن نہین ہی کہ وہ دغا کر گئے ہون مگر اب وہ خود ٹل گئے ہین کہ کام تو
بنگیا ایسا نہو کہ اور لوگ ہمارے پیچھے پڑین کہ ہمین بھی کیمیا بتا دیجیے

اور اپنے منگوائے ہوئے اشیا کو دیکھکر بولے کہ سب چیزین تو
آگئی ہین لیکن چھتیس ۳۶ تولہ سونا خالص درکار ہے کہ ان اشیا مین ملاکر
اس گھڑے مین بند کرکے آگ پر چڑھایا جائیگا تب اس راقم سطور نے
کہ ایک ادنی ملازمون راؤ صاحب مین تھا پوشیدہ راؤ صاحب سے
عرض کیا کہ مین نے ابتک بباعث خوف کے آپ سے کچھ نہین کہا
اب کہتا ہون کہ یہ علم بالکل جھوٹا ہے اور ایسے آدمی دغاباز ہوتے ہین
آپ سونا نہ منگوائیے ورنہ آپ زک اوٹھائین گے اسبات کو سُنکر
راؤ صاحب گھبرائے لیکن طمع بُری شے ہوتی ہے اتنا تو پنڈت جی
سے دریافت کیا کہ آپ تو خود سونا بناتے ہین اتنا سونا کیون منگواتے
ہین پنڈت جی نے جواب دیا کہ کرپا ندھان آپ تو دانا ہین خوب
جانتے ہین کہ بدون ضامن کے دہی نہین جمتا یہ سونا ملانا بمنزلہ ضامن
کے ہے اور سوائے اسکے یہ سب چیزین تو آپ اپنے ہاتھ سے اس
گھڑے مین رکھین گے بندہ تو دور بیٹھا رہے گا کسی چیز کو ہرگز ہاتھ
نہ لگائیگا غرضکہ راؤ صاحب کچھ زیور طلائی گھر مین سے لائے اور وہ زیور
چھتیس تولہ سے کچھ کم تھا اوتنا سونا صراف کی دوکان سے طلب کرلیا
تب پنڈت جی نے کہا کہ آپ ایک تار آہنی مین اس تمام زر کو باندہ کر
ایک گولا سا بنالین کہ بکھر نجائے غرضکہ ایسا ہی ہوا اور پنڈت جی
دور ہو بیٹھے تب پنڈت جی نے کہا کہ اس گولۂ زر کو آہستہ اس
گھڑے مین رکھکر اوپر یہ دس سیر برادہ تانبے کا رکھکر پھر یہ اودیہ

کچھ چالاکی اور فریب اسطرح کیا کہ کسی پر ظاہر نہوا اور اون اُیلون مین
اشیاے مذکورہ رکھوا کر اگ دلوادی تھوڑی دیر مین اوسی شخص سے
کہا کہ دیکھ اسمین سونا بنگیا اوسنے راکھہ ہٹا کر جو دیکھا تو فی الحقیقت ایک
ریزہ سونی کا تھا پنڈت جی نے کہا کہ اسے فروخت کرلاو وہ سپاہی
دیال مل صراف کی دوکان پر کہ خزانچی اور حساب دار راؤ صاحب کا
تھا گیا اور سب ماجرا بیان کیا صراف نے دام تو اوس سونے کے
دیدیے مگر اوس سپاہی سے کہا کہ راؤ صاحب کے کان مین کہدینا
کہ عمل زرسازی بدون فریب نہین ہوتا ہوشیار رہنا اور مین بھی
آتا ہون غرضکہ پنڈت جی نے اوس قیمت زرمین کہ ۷ سیر تھی لڈو مول
منگوا کر حاضرین کو تقسیم کردیے۔
یہ حال دیکھکر راؤ صاحب کو یقین کامل ہوا کہ فی الحقیقت ہمارے
نصیب جاگے اور ستارا اوج پر آیا اور پنڈت جی سے کہا کہ واسطے
بنانے دس سیر سونیکے جو اجناس درکار ہون متصدی کو لکھوا دیجیے
پنڈت جی نے کہا کہ ایک مٹکا جسمین بارہ سیر پانی آسکے اور تھوڑا شنگرف
تو مجھکو منگوا دیجیے کہ منتر اوسپر لکھہ لاؤن اور دس سیر برادہ تانبے کا اور
کسیقدر گندھک وغیرہ اور چیزین بھی لکھوا کر کہا کہ یہ چیزین منگوا رکھنا
کل گھان اسکا چڑھا دونگا غرضکہ پنڈت جی اوس گھڑے اور شنگرف کو
لیکر روانہ ہوگئے اور راؤ صاحب نے سب اشیاے مطلوبہ اونکی
منگا رکھین دوسرے روز پہر دن رہے پنڈت جی تشریف فرما ہوئے

دیکھکر بیان کیا کہ مہاراج میرے ایسے کہان نصیب ہین کہ میری خدمت
اور ٹہل سری دیوی جی کو پسند آئے لیکن اونھون نے آپ اپنی کرپا
مجھہ سے آدہین اور غریب پر فرمائی اونکے حکم سے مجھکو کسیطرح چارا
نہین یہ تو حکم اونکا سراپا میری بہبود کا ہے اگر برخلاف اسکے اورطرحکا
حکم ہوتا تو بھی مجھکو نقصان جان و مال سب گوارا تھا اونکے پرشاد سے
انکار کرنے کی ہرگز میری مجال نہین آپ کرپا کرکے پہلے نمونہ مجھکو دکھائیے
کہ کیونکر آپ سونا بنائین گے یہ بات راؤ صاحب کی سنکر جو اشخاص کہ
حاضرین مین دانشمند تھے سمجھہ گئے کہ راؤ صاحب فریب مین آگئے
لیکن جاے دم زدن نتھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمارے روکنے سے
راؤ صاحب ناخوش ہونگے اور برملا کہین گے کہ تم حاسدون کو میرا
نفع خوش نہین آتا اور ہرگز اپنے ارادے سے باز نہ آئین گے کیونکہ
لالچ بری بلا ہے **دوہرا** مکھی مٹھی شہد پر رہے پنکھہ لپٹاے +
ہاتھہ ملے اور سر دُنے لالچ بُری بلاے + **بیت** بدوزد طمع دیدۂ
ہوشمند + درآرد طمع مرغ و ماہی بہ بند + اور جو ملازم کم خرد
اور نافہم تھے خوش ہوتے تھے کہ اگر راؤ صاحب زیادہ مالدار ہوجائینگے
تو ہماری ترقیان ہونگی اور پنڈت جی کے کلام کی تائید کرنے لگے۔
پنڈت جی نے اونمین سے ایک شخص سے کہ اونکا بڑا مؤید تھا بآواز بلند
کہا کہ دو پاچلد شیشی اور کچھہ گندھک و پارا وغیرہ خرید لاؤ وہ شخص بحکم
راؤ صاحب بہت جلد بازار سے اشیاے مذکورہ لے آیا پنڈت جی نے

اون فریبونکا حال بیان کرتی ہین جنسے کیمیاگرون نے فریب دیکر مال مردمان لیا ہی۔
سنہ ۱۸۴۱ع مین ایک پنڈت مشین ٹیکے اور دھوتی سے درست نہایت
چستی وچالاکی کے ساتھہ جس سے استغنا اور بے پروائی ظاہر تھی
سہ پہر کو راؤ شیوجی رام صاحب قوم کھتری باشندۂ دہلی کے مکان پر
تشریف فرما ہوئے اور دالان مین داخل ہونے سے پہلے کہنے لگے
کہ شیوجی رام کہان ہے ابھی ملازمان راؤ صاحب موصوف ہوشیار
بھی نہوئے تھے کہ راؤ صاحب نے اونکی آواز سنکر اور شان و
شکوہ دیکھکر بہت تعظیم و تکریم سے ڈنڈوت کرکے پاس اپنے بٹھایا
اور پوچھا کہ آپ کون ہین اور کہان سے تشریف فرما ہوئے ہین اور
اس نیازمند سے آپ کا مطلب کیا ہے پنڈت جی صاحب نے
بکمال فصاحت بیان کیا کہ مین پنڈا جوالامکھی کا ہون آپ نے اس
سال مین جو کنیان اور لنگڑے یعنے دختران اور اطفال خرد سال
بنام مہامائی بکمال حسن عقیدت وخلوص نیت جمائے تھے اور اونکو
دچھنا دیکر خوش وخرسند کیا تھا یہ کام تمھارا مہامائی نے پسند کیا
اور تمپر نہایت مہربان ہوئین اور مجھسے خواب مین ارشاد فرمایا کہ میرے
سیوک مسمی شیوجی رام کھتری ساکن دہلی کو دس ہزار روپیہ کا سونا
بناکر دے آاور تدبیر اور بنا لینے کی سکھا اسلیے بموجب ارشاد مہامائی
کے آپ کے پاس آیا ہون آیندہ آپ کی مرضی اور یہ کہکر تا استغنا
ظاہر ہوا رادہ برخاست کا کیا راؤ صاحب نے اونکو نہایت بے پروا

چونکہ اکثر عوام کو یہ کتابین میسّر نہین آتین اور مضمون انکا بخوبی نہ سمجھتے تھے
ایسی باتون سے غافل رہے اب کہ بکمال فیض عام سرکار بہت سی کتابین
زبان اردو مین تصنیف ہوکر شہرون اور قصبون مین جاری ہوگئی ہین
یقین ہے کہ ہندوستانیون کی جہالت دور ہوجائیگی اور جغرافیہ کو
پڑہ کر معلوم کرلین گے کہ چاندی بھی ایک جسم معدنی ہے اور کیمیاگرون
کے مقولات کو فوراً جھوٹ سمجھ جائین گے چونکہ ثابت ہوگیا کہ کتابون مین
کیمیا کو حیلہ و فریب لکھا ہے پس چاہیے کہ کیمیاگرون کو حیلہ ساز و مکار
جانکر اونکو پاس نہ آنے دین اور بھلا کیمیا کیونکر ہوسکتی ہے بعض دو چیزون
کے درمیان ایک اور چیز ہوتی ہے مثلاً چارپایون اور گھوڑے کی درمیان
گدھا ہے کہ بہت مشابہ ہے گھوڑے سے اور درمیان جانورون اور آدمیون
کے بندر ہے اسیطرح درمیان اور دھاتون اور سونے کے تانبا ہے
جبکہ صلاح و تدبیر سے گدھے کا گھوڑا اور بندر سے آدمی نہین بن سکتا تانبے سے
سونا کیونکر بن سکتا ہے ایسی درمیانی چیز کو برزخ کہتے ہین۔
انسان کو لازم ہے کہ جب کوئی کیمیاگر اسکے پاس آئے تو اوسکو اوپر کی
لکھی ہوئی باتون سے قائل کرے اور کہے کہ اگر کیمیا موجود ہوتی تو اساتذہ
اسکو کیون ممتنع الوجود لکھتے اور اسکو معدوم کیون سمجھتے محمد جان قدسی
نے کہا ہے **بیت** مفقود شد مروت و معدوم شد وفا * این ہر دو نام
ماند چو عنقا و کیمیا * سعدی شیرازی نے کہا ہے **بیت** کیمیا گر بغصہ مرد و
برنج * ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج * اب ہم واسطے اطلاع ناظرین کے

اسواسطے یہ نام پایا بلکہ یہ تعریف بہت ٹھیک ہے کہ کیمیا ایک علم ہے
جس سے تبدیل بعض قوای اجرام معدنی کی ہوتی ہے تا حاصل ہو
سونا اور چاندی کم قیمت دھاتون سے پوشیدہ نرہے کہ اکسیر بعضون کے
نزدیک ممتنع الوجود ہے اور حکما کے نزدیک اکسیر قلب ماہیت کا نام ہے
اور بعض کا اعتقاد یہ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہین اور نکوئی ترکیب یا عمل
ایسا ہے جس سے رانگا یا تانبا۔ سونا یا چاندی ہو جائے اور اونکے نزدیک
یہ عمل بے ایمانونکا ہے اور صاحب معرفت اوس سے بری ہین اصطلاح
انگریزی مین رسائل کیمیا مراد اون رسالون سے ہے جنمین ترکیب اور
تفصیل بعض اجزاے اجسام کی مرقوم ہے مثلاً یہ جاننا کہ ہوا کتنے
اجزاے مختلفہ سے بنی ہوئی ہے اور اون اجزا کو علیحدہ کر لینا کیمیا ہے نہ سونا
چاندی بنانا ان تینون قولون یعنی بیان ارباب لغت و اصحاب طب و اہل فرنگستان سے
ظاہر ہو گیا کہ سونا اور چاندی نہین بنتا عوام کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ چاندی کی
کان نہین ہے جتنی چاندی جہان مین ہے سب کیمیا سے بنی ہوئی ہے یہ بات
اونکے دل مین کیمیا گرون کے بہکانے سے جمگئی ہے کہ اونھون نے
واسطے اپنے اثبات مطلب کے اونکو بہکا رکھا ہے اگر وہ صاحب
علم ہون تو کیون دھوکا کھائین کتب مروجہ مین مذکور ہے کہ چاندی کی
کان ہے شیخ سعدی فرماتے ہین بیت گرچہ سیم و زر زسنگ آید ہمی ✤
در ہمہ سنگے نباشد زر و سیم ✤ عبدالواسع جبلی نے کہا ہے بیت

تا ہمی خیزد ز معدن لعل و در و سیم ناب	باد خصمان ترا زاندوہ رنج و درد و تاب

جھاڑ پھونک پر اتنے فریفتہ ہین کہ علاج اپنا اور اولاد کا مطلق نہین کرتے اور اپنی اور اونکی جان کھو بیٹھتے ہین غرضکہ ہندوستان مین ایسی بہت باتین ہین جن سے لوگون کا بہت نقصان مال و جان ہوجاتا ہے بنظر رفاہ عام یہ رسالہ موسوم بہ رَدّ الاباطیل خاکسار کیول رام ہوشیار مدرس تحصیلی چاندپور ضلع بجنور نے مرتب کیا امید کہ بنظر فیض اثر جناب مستطاب معلی القاب صاحب دائرکٹر بہادر گذر کر منظور و مقبول ہو اور ناظرین کو وہ فائدہ جو آجتک کسی کتاب سے نہین ہوا ہے حاصل ہو اور یہ رسالہ علاوہ درس طفلان کے تعلیم دختران مین بھی بہت مفید ہے کیونکہ عورات کا اعتقاد تعویذ گنڈے اور میران مدار پر بہت ہوتا ہے اور وہ اپنی اولاد کو ایسی مُتین مانکر اور علاج سے محروم رکھکر تباہ اور ہلاک کر دیتی ہین۔

واضح ہو کہ ہم ان اوراق مین وہ حالات مندرج کرینگے جو اپنے اوپر گذرے ہین یا کسی شخص پر اپنے روبرو گذرتے دیکھے ہین اور بعض اعتقادات جہلا کو دلائل عقلیہ سے باطل کرینگے جن سے وہ نہایت بدنام ہوجاتے ہین بلکہ بعض ایسے تباہ ہوجاتے ہین کہ کچھ ٹھکانا نہین لگتا۔

کیمیا

کیمیا کے لغوی معنی مکر و حیلہ ہین اور اصطلاح مین ایک عمل مشہور ہے جس سے اجساد ناقصہ کو بمرتبۂ کمال پہونچاتے ہین یعنی قلعی اور مس کو نقرہ اور طلا بناتے ہین چونکہ یہ عمل خالی حیلہ و مکر سے نہین ہے

رد الاباطیل

اکثر لوگون کو ہم دیکھتے ہین کہ اشیای باطلہ و امور بفایدہ پر اسقدر
مائل ہین کہ اپنے تحقیقی کامون کو چھوڑ کر اونکو بصد اعتقاد اختیار کرتے ہین
اور ہزارون نوع کے نقصان جسمی و مالی اون امرون کے باعث لاحق
ہوتے ہین مثلاً بعضے کیمیا و تسخیر جلویات مین اسقدر مصروف
ہوتے ہین کہ اونکو اپنے املاک و دولت اور امور خانگی کی کچھ خبر نہین
اور بعضے انتظار ساعات نیک مین اتنا زمانہ صرف کر دیتے ہین کہ وقت
انجام کار تمام ہو جاتا ہے اور بعضے تقدیر پر اسقدر متوکل ہو جاتے ہین کہ
کار و بار دنیا اور وسائل تحصیل معاش و معاد چھوڑ دیتے ہین بلکہ تعلیم
اطفال سے بھی غافل ہو جاتے ہین اور کہتے ہین کہ جو کچھ انکے
نصیب مین ہو گا آپ ہی رفتہ رفتہ ہو جائیگا اور بعضے تعویذ گنڈے

Raddul Batail

INDIAN INSTITUTE

الحمد للہ والمنۃ کتاب لاجواب مسمی بہ

ردّ الاباطیل

مؤلفہ منشی کول رام صاحب مدرس تحصیل چاندپور ضلع بجنور

حسب الحکم جناب صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن اودہ

وبسفارش رای منشی درگا پرشاد صاحب بہادر انسپکٹر مدارس

سرکل غربی اودہ

واسطے ہدایت طلبۂ مدارس تحصیلی و دیہاتی اودہ

ماہ مئی سنہ ۱۸۷۵ء

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں چھپا

Radd al-abāṭīn.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

